اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

The ALFAZL QADIAN

تار کا پتہ الفضل قادیان

اخبار الفضل

ہفتہ میں دوبار

قیمت پیشگی سالانہ للعہ ششماہی للعہ سہ ماہی عہ

ترسیل زر بنام منیجر الفضل

فی پرچہ ار

ایڈیٹر غلام نبی

الفضل قادیان

نمبر ۱۸ مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۲۳ء یوم سہ شنبہ مطابق ا ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت اگرچہ پہلے ہی بہت کمزور تھی۔ لیکن روزانہ درس میں بہت زیادہ محنت کرنے کی وجہ سے اس پر بہت اثر پڑا۔ اور ۲۴ اگست کو اول حضور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ پھر درس القرآن شروع کیا لیکن عصر کے وقت طبیعت اس قدر مضمحل ہوگئی۔ کہ حضور درس نہ دے سکے۔ آج (۲۵ اگست) خدا کے فضل سے افاقہ ہے۔ اور حضور نے عصر تک درس دیا ہے۔

۱۹ اگست کو مسجلین کا جو امتحان ہوا۔ اس کا نتیجہ حسب ذیل ہے:

درجہ اول:۔ ا۔ حافظ عبدالسلام صاحب (۲) بابو عبدالحمید صاحب (۳) مولوی نذیر احمد صاحب رحمانی (۴) مرزا عبدالحق صاحب وکیل (۵) مولوی عبدالمغنی صاحب۔ ۶۔ محمد منظور احمد صاحب (۷) سید محمد اسمٰعیل صاحب بھیروی (۸) چوہدری محمد عبدالعزیز صاحب

درجہ دوم:۔ (۱) سید بہاول شاہ صاحب

درجہ سوم:۔ (۱) صوفی محمد صالح صاحب (۲) ملک عبداللہ صاحب (۳) محمد ابراہیم صاحب جامعہ احمدیہ (۴) منشی رمضان علی صاحب (۵) چوہدری محمد عبداللہ صاحب (۶) حافظ بشیر احمد صاحب (۷) قاضی محمد سعداللہ صاحب (۸) صوفی عبدالغفور صاحب۔ (۹) چوہدری فقیر محمد صاحب (۱۰) عبدالرحمٰن صاحب بوتالوی۔ (۱۱) محبوب عالم صاحب خالد (۱۲) مبارک احمد صاحب جامعہ احمدیہ (۱۳) شیخ عبدالقادر صاحب (۱۴) منشی عبدالغفور صاحب انسپکٹر (۱۵) احمد علی صاحب لدھیکے۔ (۱۶) شیخ خادم حسین صاحب (۱۷) محمد ابراہیم صاحب جمونی (۱۸) قدرت اللہ صاحب سنوری (۱۹) بھائی عطاء اللہ صاحب (۲۰) ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم۔

درجہ چہارم:۔ حافظ محمد عبداللہ صاحب نکودر

درجہ پنجم:۔ بشیر احمد خاں صاحب کھٹی قادیان (۲) سید سردار شاہ صاحب (۳) صاحبزادہ ابوالحسن صاحب (۴) میاں محمد امیر صاحب (۵) نذیر احمد صاحب بی۔ ایس۔ سی کلاس (۶) ڈاکٹر غلام غوث صاحب (۷) میاں عبدالرشید صاحب ادجلوی (۸) نور محمد صاحب امرتسر۔ (۹) عبدالعزیز صاحب پٹواری (۱۰) مولوی محمد شہزادہ صاحب (۱۱) چوہدری نصیر احمد صاحب

آج (۲۵ اگست) صبح سے چار بجے شام تک خوب بارش ہوئی:

دین کو دُنیا پر مُقدم کرنیکا عملی ثبوت

مندرجہ ذیل احباب کے اسماء گرامی کی فہرست معہ مختصر سی کیفیت کے جنھوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا حال ہی میں عملی ثبوت دیا ہے۔ شکریہ کے ساتھ شائع کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان سب احباب کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور دوسرے احباب کو بھی جنھوں نے تا حال اس سعادت سے حصّہ نہیں لیا۔ بہرہ مند فرمائے۔ تا اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا جو عظیم الشان کام اللہ تعالےٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ ہم اس کو عمدگی کے ساتھ کر سکیں۔

اے مقدس جماعت احمدیہ کے فرزندو! اُٹھو اور وصیّت کی نعمت اور قربانی سے حصہ لو۔ کیونکہ وصیت اخلاص کے پرکھنے کا معیار ہے۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وصیت کو اپنے زمانہ کا امتحان قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اس وقت کے امتحان سے بھی اعلےٰ درجہ کے مخلص جنھوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے۔ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائیگا۔ کہ بیعت کا اقرار انھوں نے سچا کر کے دکھلا دیا ہے۔ اور اپنا صدق ظاہر کر دیا۔

اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائینگے۔ اور ابد تک خدا تعالےٰ کی ان پر رحمتیں ہونگی۔

مندرجہ ذیل فہرست ان احباب کرام کی ہے۔ جو علاوہ حصہ ترکہ جائداد دینے کے وعدے کے ماہوار آمد کا بھی حصہ دینا قبول فرماتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے اموال کا بہت سا حصّہ فی سبیل اللہ خرچ کر کے اپنا گھر جنت میں جاتے ہیں۔

(۱) بابو الٰہی بخش صاحب ہیڈ سگنیلر کوہ مری لعہ تنخواہ کا 1/10 حصہ لعہ ماہوار
۲۔ شیخ عبد اللہ صاحب داوری ماہوار آمد صہ کا 1/10 حصہ ۱۲ ماہوار
۳۔ ملک نور الدین صاحب پنشنر ہیڈ ڈرافس مین ڈیلیشڈی ماہ صہ کا 1/10 حصہ ماہوار
۴۔ سید محمد شاہ صاحب فیروز پور۔ صہ کا 1/10 حصہ ماہوار
۵ ڈاکٹر عبد الکریم صاحب سب اسسٹنٹ سرجن۔ ملٹری ہسپتال کوہاٹ چھاؤنی } ماہ صہ کا 1/10 حصہ ماہوار
۶۔ ڈاکٹر شیر محمد عالی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن۔ انڈین ملٹری ہسپتال کوہاٹ } ما ،، 1/8 ،، ،،
۷۔ سید محمد ایوب صاحب آرہ ۔ ما ،، 1/10 ،، ،،
۸۔ منشی ظہور احمد صاحب قادیان ۔ ،، ،، 1/10 ،، ،،
۹۔ میاں محمد بخش صاحب سلوتری کراچی۔ ،، ،، 1/10 ،، ،،
۱۰۔ چوہدری محمد شریف صاحب سب انسپکٹر سندھ۔ سی۔ آئی۔ ڈی کراچی } ماہ ،، 1/10 ،، ،،
۱۱۔ مرزا احمد بیگ صاحب انسپکٹر انکم ٹیکس سیالکوٹ } ماہ کا 1/10 حصہ ماہوار
۱۲۔ سردار محمد ایوب خاں صاحب بہادر لفٹننٹ پنشنر مراد آباد } ماہ ،، 1/10 ،، ،،
۱۳۔ چوہدری علی محمد صاحب قادیان۔ ،، ،، 1/10 ،، ،،
۱۴۔ مولوی مبارک احمد صاحب بچوا افریقہ۔ ماہ ،، 1/10 ،، ،،
۱۵۔ ڈاکٹر عمر الدین صاحب نیروبی۔ ماہ ،، 1/10 ،، ،،
۱۶۔ بابو محمد عبد الرحمٰن صاحب کلرک کسٹم ہوس کراچی } ،، 1/10 ،، ،،
۱۷۔ مولوی محمد صابر علی صاحب شاکر سیکنڈ ماسٹر مڈل سکول گھٹالیاں } ،، 1/10 ،، ،،
۱۸۔ شیخ محمد حسن صاحب فیروز پور۔ ،، ،، 1/10 ،، ،،
۱۹۔ بابو سلامت علی صاحب کلرک لاہور۔ ،، ،، 1/10 ،، ،،
۲۰۔ سید سند ھے شاہ صاحب ۔ ،، ،، 1/10 ،، ،،
۲۱۔ سید معراج الدین صاحب نیروبی۔ افریقہ } ،، 1/10 ،، ،،

محمد سرور شاہ سکرٹری کار پرداز مصالح قبرستان
مقبرہ بہشتی قادیان۔ دار الامان

وصیّتیں

نمبر ۲۸۶۸ :۔ میں شیر محمد عالی ولد محمد الدین قوم مغل پیشہ ڈاکٹری عمر ۳۴ سال بیعت ۱۵ نومبر ۱۹۲۳ء ساکن امرت سر حال انڈین ملٹری ہسپتال کوہاٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ جون ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد غیر منقولہ ایک مکان ہے جو شہر امرت سر میں واقعہ ہے۔ اور ۲ کنال سفید اراضی کے جو قادیان دار الامان میں ہے۔ یہ مکان اور سفید اراضی دونوں مشترکہ ہیں۔ میری ماہوار آمد ایکسو ۱۰۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا آٹھواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی 1/8 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط العبد موصی شیر محمد عالی سب اسسٹنٹ سرجن انڈین ملٹری ہسپتال کوہاٹ بقلم خود۔ گواہ شد خاکسار صدر دین ولد حافظ مخدوم عربی مدرس گورنمنٹ سکول کوہاٹ۔ گواہ شد خاکسار عبد المجید ساکن نکودر حال کوہاٹ بقلم خود

نمبر ۲۶۷۳ :۔ میں حکیم حشمت علی ولد حکیم لہنا صاحب قوم راول عمر ۵۰ سال ساکن اوڑہ ضلع جالندھر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۸/۲۷ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائداد غیر منقولہ قیمتی پندرہ صد روپیہ کی ہے۔ اور ماہوار آمدنی ۔ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور بوقت وفات جسقدر میرا ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر لیا جائیگا۔ ۱۲۔ اگست ۱۹۲۷ء العبد موصی حکیم حشمت علی سکرٹری جماعت احمدیہ اوڑہ۔ گواہ شد حکیم شیر محمد بقلم خود گواہ شد کریم بخش حکیم۔

نمبر ۲۸۶۷ :۔ میں عبد الکریم ولد مولا بخش گوجروال ضلع لدھیانہ حال سب اسسٹنٹ سرجن ملٹری ہسپتال کوہاٹ چھاؤنی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ جون ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائداد غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ اول ۲ مکان سکونتی پختہ واقعہ دلیہ اور ایک مکان سکونتی رہن با قبضہ۔ دوم اراضی مزروعہ تقریباً ۱۰ بیگھہ چاہی و بارانی رہن باقبضہ ہے۔ ماہوار تنخواہ ماہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار تنخواہ اور محاصل اراضی موسومہ کا جب تک میرے قبضہ میں ہے۔ دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کردوں۔ تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ العبد عبد الکریم احمدی سب اسسٹنٹ سرجن ملٹری ہسپتال کوہاٹ چھاؤنی بقلم خود۔ گواہ شد۔ شیر محمد عالی سب اسسٹنٹ سرجن انڈین ملٹری ہسپتال کوہاٹ بقلم خود ۲۸۔۶۔۲۴۔ گواہ شد صدر الدین عربی مدرس گورنمنٹ ہائی سکول کوہاٹ۔ بقلم خود ۲۸ ۶۰ ۲۴۰۔

نمبر ۲۸۶۹ :۔ میں فضل الدین ولد حافظ عبد اللہ قوم گوجر ساکن کھاریاں۔ ضلع گوجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:۔

ایک رہائشی مکان قریباً ۵ مرلہ زمین کا قیمتی ایک ہزار روپیہ کھاریاں میں واقعہ ہے۔ (۲) دس بیگھہ کے قریب زمین بارانی برائے کاشت رقبہ کھاریاں میں میری موروث ہے۔ جسکی قیمت موجودہ نرخ کے لحاظ سے تین ہزار روپیہ کے قریب بنتی ہے۔ ۱۴ اپریل ۱۹۲۷ء العبد فضل الدین عفی عنہ کھاریاں بقلم خود۔ گواہ شد خاکسار سعد الدین پسر موصی راقم وصیت۔ گواہ شد فضل دین ولد مہر الدین گوجر ساکن کھاریاں بقلم خود۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ کا فرمودہ درس قرآن شریف

تمہارے اندر میں روح داخل کروں گا۔ اور تم جیو گے۔ اور تم پر نسیں بٹھاؤں گا۔ اور گوشت چڑھاؤں گا۔ اور تمہیں چمڑے سے مڑھوں گا اور تم میں روح ڈالوں گا۔ اور تم جیو گے اور جانو گے۔ کہ میں خداوند ہوں یہو میں نے حکم کے بموجب نبوت کی۔ اور جب میں نبوت کرتا تھا۔ تو ایک شور ہوا۔ اور دیکھ ایک جنبش اور ہڈیاں آپس میں مل گئیں۔ ہر ایک ہڈی اپنی ہڈی سے۔ اور جو میں نے نگاہ کی۔ تو دیکھ نسیں اور گوشت ان پر چڑھ آئے۔ اور چمڑے کی ان پر پوشش ہو گئی۔ پر ان میں روح نہ تھی۔ تب اس نے مجھے کہا۔ کہ نبوت کر۔ تو ہوا سے نبوت کر۔ اے آدم زاد اور ہوا سے کہہ کہ خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے۔ کہ اے سانس تو چاروں ہواؤں میں سے آ۔ اور ان مقتولوں پر پھونک کہ وہ جیئں۔ سو میں نے حکم کے بموجب نبوت کی۔ اور ان میں روح آئی اور وہ جی اٹھے۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے۔ ایک نہایت بڑا لشکر۔ تب اس نے مجھے کہا اے آدم زاد یہ ہڈیاں سارے اہل اسرائیل ہیں۔ دیکھ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہماری ہڈیاں سوکھ گئیں۔ اور ہماری امید جاتی رہی۔ ہم تو بالکل فنا ہو گئے۔ اس لئے تو نبوت کر۔ اور ان سے کہہ کہ خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے میرے لوگ! میں تمہاری قبروں کو کھولوں گا۔ اور تمہیں تمہاری قبروں سے باہر نکالوں گا۔ اور اسرائیل کی سرزمین میں لاؤں گا۔ اور اے میرے لوگ جب میں تمہاری قبروں کو کھولوں گا۔ اور تم کو تمہاری قبروں سے باہر نکالوں گا۔ تب تم جانو گے۔ کہ خداوند میں ہوں۔ اور میں اپنی روح تم میں پھونکوں گا اور تم جیو گے۔ اور میں تم کو تمہاری سرزمین میں بساؤں گا۔ تب تم جانو گے۔ کہ مجھ خداوند نے کہا۔ اور پورا کیا۔" (حزقی ایل باب ۳۷)

پس ہڈیوں کے جمع ہونے سے مراد ایک قائم شدہ مگر تباہ حال قوم کا ترقی کرنا ہے ایک تو وہ نبی ہوتے ہیں۔ جو خود قوم بناتے ہیں۔ اور ایک وہ ہوتے ہیں۔ جو مردہ قوم کو زندہ کرتے ہیں۔ یہاں ایسے ہی نبی کا ذکر ہے۔ جو مردہ قوم کو زندہ کرے گا۔ یعنی مسلمان اس وقت ہڈیاں ہو چکے ہوں گے۔ اور اس نبی کے ذریعہ زندہ ہوں گے ؏

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے :- ایحسب الانسان الن نجمع عظامہ۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے۔ کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے۔ بلیٰ قادرین علےٰ ان نسوی بنانہٗ۔ ہڈیاں جمع کرنا کیا۔ ہم تو ان پر گوشت بھی چڑھائیں گے۔ یہ وہی الفاظ ہیں۔ جو حزقی ایل نبی کے ذریعہ کہے گئے۔ ہڈیوں کا جمع کرنا تو یہ ہے۔ اتفاق و اتحاد ہو جائے۔ اس وقت مسلمان اس سے بھی مایوس ہو چکے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ بتاتا ہے۔ ہڈیوں کا جمع کرنا یعنے اتحاد پیدا کرنا کیا۔ ہم تو ان پر گوشت بھی چڑھا دیں گے۔ یعنی انہیں ترو تازہ کردیں گے۔ مگر یہ ہوگا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے ذریعہ ؏

بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ

مگر بات یہ ہے۔ کہ انسان سیدھے راستہ کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ جس تقویٰ اللہ کے ذریعہ ترقی ہو سکتی ہے۔ وہ حاصل نہیں کرتا۔ بلکہ بدی اور برائی کا راستہ اختیار کرتا ہے ؏

یہاں خدا تعالیٰ نے بتا دیا۔ کہ ہڈیاں کیوں جمع نہیں ہوتیں۔ انہیں کیوں ترقی حاصل نہیں ہوتی۔ سورۃ المزمل اور سورۃ المدثر میں میں نے بتایا تھا۔ کہ ان میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ قوموں کے جمع ہونے کی پیشگوئی تھی۔ ان کے ساتھ ہی اس سورت کو رکھ کر بتا دیا۔ کہ وہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوگی۔ دیر اس میں اس لئے ہو رہی ہے کہ انسان غلط راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ بُری چیز کو اپنے آگے بھیجتا ہے۔ نیک کو نہیں ؏

اب دیکھو کہیں تو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ عورتوں کے پردہ کی وجہ سے مسلمانوں کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ کہیں یہ کہا جاتا ہے۔ سود نہ لینے کی وجہ سے قوم کمزور ہو رہی ہے۔ کہیں سے یہ آواز آ رہی ہے۔ کہ شریعت اسلامی کے احکام بہت سخت ہیں۔ ان کی وجہ سے تنزل ہو رہا ہے۔ غرض اپنی ترقی کے لئے ہمیشہ غلط ہی راہ اختیار کی جاتی ہے۔ اور باوجود اپنی اس حالت کے

يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ

پوچھتا ہے۔ کہ قیامت کب ہوگی۔ یعنی غلط رستے اختیار کرتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے۔ جب ہم زندہ ہو گئے۔ تو کب دنیا میں غلبہ حاصل کریں گے۔ اور کامیاب ہوں گے۔

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ

انسان جب انتہائی ذلت کو پہنچ جاتا ہے۔ تو اس پر مایوسی چھا جاتی ہے۔ مسلمانوں کی اس وقت یہی حالت ہے۔ دوسری قوموں کی ترقی کو دیکھ کر ان کی آنکھیں چندھیا گئی ہیں۔ تو فرمایا :-

فاذا برق البصر۔ جس وقت بصر وہی اثر محسوس کریگی۔ جو برق کا ہوتا ہے یہ محاورہ ہے۔ مطلب یہ کہ آنکھیں چندھیا جائینگی۔ جب دنیا ترقی کے انتہائی درجہ پر پہنچ رہی ہوگی۔ اور مسلمانوں کی آنکھیں دوسروں کی ترقی دیکھ کر چندھیا جائینگی۔ ان کے اپنے گھر کچھ نہ ہوگا۔ پھر

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۙ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

اور چاند کو گرہن ہوگا۔ اور سورج اور چاند اکھٹے کئے جائیں گے ؏

فرمایا۔ یہ اس وقت عظیم الشان نشان ہوگا۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پیشگوئی ہے۔ کہ اس وقت چاند اور سورج کو خاص دنوں میں گرہن لگیگا۔

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ

اس دن گھبرا کر مسلمان کہیں گے۔ کہ اب ہماری ترقی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ ہمارے لئے مایوسی ہی مایوسی ہے۔ مگر اس وقت خدا کی طرف سے ایسے سامان پیدا کئے جائیں گے۔ کہ جن کے ذریعہ ترقی ہو سکیگی۔ اور خدا تعالیٰ یہ بتائے گا۔ کہ گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ چاند اور سورج کو گرہن ۱۸۹۴ء میں ہو چکا ہے۔ وہ وقت مسلمانوں کی انتہائی مایوسی کا زمانہ تھا۔ اس وقت مسلمان سمجھتے تھے۔ اسلام کے مٹنے میں کوئی شبہ نہیں رہ گیا چنانچہ سر سیدؒ جیسے لوگوں نے کہہ دیا تھا۔ کہ سو سال کے اندر اندر اسلام کو یا تو عیسائیت سے صلح کر لینی چاہیئے۔ یا پھر تباہ ہو جائے گا۔ اسی طرح اور بڑے بڑے مسلمانوں کا یہی خیال تھا

کہ اسلام کو عیسائیت سے صلح کر لینی چاہیئے۔ ورنہ مسلمانوں کے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ مگر ادھر خدا تعالیٰ نے سورج اور چاند کو گرہن کر کے بتا دیا۔ کہ ترقی کے سامان ہو چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں کیا ہی عجیب مصرع فرمایا ہے

آسمان بارد نشان الوقت مے گوید زمین

كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمُسْتَقَرُّ ۝

فرمایا۔ اے وہ لوگو! جو یہ کہہ رہے ہو۔ کہ این المفر۔ ہمارے لئے ترقی کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اور وہ تدابیر اختیار کر رہے ہو۔ جو خدا کو چھوڑ کر اور راہ پر تمہیں ڈال رہی ہیں۔ شریعت کو چھوڑ کر اور رستے اختیار کر رہے ہو۔ یاد رکھو۔ کہ جو تدابیر تم اختیار کر رہے ہو۔ یہ تمہیں کبھی تباہی سے نہیں بچا سکیں گی۔ آج تمہارے بچانے کے لئے کوئی قلعہ نہیں۔ سوائے اس کے جو خدا نے بنایا۔ آج اگر تمہارا ٹھکانا ہے۔ تو خدا ہی کے پاس ہے۔ بے شک تم خدا اور اس کے رسول محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو چھوڑ کر شریعت کو ترک کر کے زور لگا لو۔ کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ تمہارا اگر ٹھکانا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے احکام پر چلنے قرآن اور اس کے رسول کے احکام ماننے اور اس کے بھیجے ہوئے مامور کی طرف متوجہ ہونے میں ہے ؎

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝

وہ تو نتائج نکلنے کا زمانہ ہو گا۔ اس دن انسان کو بتایا جائے گا۔ کہ جو اس نے آگے بھیجا۔ اور جو پیچھے چھوڑا۔

نبی کا زمانہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس وقت لوگوں کو ان کی پچھلی سستیوں یا چستیوں کے بدلے مل رہے ہوتے ہیں۔ نفس لوامہ ہی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ خدا کی طرف سے اس دنیا اور آخرۃ میں بدلے ملتے ہیں۔ میں نفس لوامہ کے متعلق تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی متعدد تحریروں میں اس کے متعلق لکھا ہے ؎

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝

انسان اپنی جان کے عیوب کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ وہ اپنے عیوب سے آگاہ ہوتا ہے۔ اور ان کو مدنظر رکھ کر سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس کے ساتھ خدا کی طرف سے کیا معاملہ ہونا چاہیئے ؎

آج مسلمان خدا تعالیٰ کو چھوڑ رہے ہیں۔ قرآن کو پس پشت ڈال رہے ہیں شریعت کے احکام کو ترک کر رہے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں۔ ہم کیوں تنزل میں گر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں قرآن کی وجہ سے تنزل ہوا۔ اسے چھوڑ دیا جائے پردہ مسلمانوں کی پسماندگی کا باعث ہے اسے ترک کر دیا جائے۔ سود نہ لینے کی وجہ سے مسلمان غریب اور مفلس ہو گئے ہیں۔ یہ لیا جائے۔ اور پھر شکوے کرتے ہیں۔ کہ اللہ نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ اللہ نے انہیں نہیں چھوڑا۔ بلکہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ تو تب چھوڑتا جب قرآن دنیا سے مٹ جاتا۔ یا اگر قرآن نہ مٹتا۔ تو خدا قرآن کو اپنی طرف کھینچ لیتا یعنی قرآن کے احکام کو منسوخ کر دیتا۔ تب کہتے۔ کہ خدا نے چھوڑ دیا۔ کہ کوئی کتاب ہدایت کے لئے باقی نہ رہی۔ یا اگر قرآن بگڑ جاتا۔ تو اس میں تبدیلیاں ہو جاتیں۔ تب کہا جا سکتا تھا۔ کہ خدا نے چھوڑ دیا۔ مگر یہ بھی نہیں۔ ہاں لوگوں نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ اور کہہ دیا

یہ قابل عمل نہیں ہے۔ پھر خدا پر کیا الزام دیا جا سکتا ہے۔ الزام اپنے آپ پر دینا چاہیئے۔ تو فرمایا :-

وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝

خواہ انسان کتنی باتیں بنائے۔ کتنے عذر گھڑے۔ اس کی فطرت جانتی ہے۔ کہ اس کے تنزل کی کیا وجہ ہے ؎

مسلمانوں پر جو تباہیاں آئی ہیں۔ ان کا اس سورہ میں صاف طور پر ذکر ہے۔ اور ان سے بچنے کا طریق بھی بتا دیا ہے۔ کہ الی ربك یومئذن المستقر۔ وہ تباہیاں خدا کی طرف جھکنے سے ہی دور ہوں گی۔ یہ نہیں کہ دور نہ ہوں گی۔ اور خدا نے مسلمانوں کو چھوڑ دیا ہے۔ ضرور دور ہوں گی۔ اس کی علامت یہ ہے۔ کہ اس وقت چاند اور سورج کو خاص تاریخوں میں گرہن ہو گا۔ اور اس طرح دنیا کو بتا دیا جائے گا۔ کہ وہ گھڑی آ گئی ہے ؎

(۱۳ مئی ۱۹۲۸ء)

مجھ سے اس سورہ (القیمۃ) کے پہلے رکوع کے اس حصہ کے متعلق جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ دو سوال پوچھے گئے ہیں۔ ان کے متعلق پہلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ایک سوال یہ کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے لا اقسم بیوم القیمۃ کے متعلق یہ بیان کیا تھا۔ کہ یوم القیمۃ سے یہاں مراد بعثت مابعد الموت یا نبی کی بعثت نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مراد بلوغت انسانی ہے یعنی بلوغت انسانی کے کمالات کا اپنی حد کو پہنچنا۔ لیکن آگے یسئل ایان یوم القیمۃ فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر یقول الانسان یومئذٍ این المفر میں بیان کیا ہے۔ کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پیشگوئی ہے۔ اور آپ کے زمانہ کا ذکر ہے۔ ان دونوں باتوں کا آپس میں تضاد ہو گیا ہے۔ کیونکہ پہلے یہ بتایا گیا ہے۔ کہ یوم القیمۃ سے مراد بلوغ عقلی ہے۔ اور دوسری جگہ کہا گیا ہے۔ کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پیشگوئی ہے ؎

اس لحاظ سے کہ یہ اعتراض ایک طالب علم کی طرف سے کیا گیا ہے۔ اسے میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ مگر اس عزیز بچہ سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ان آیات میں دو قیامتوں کا ذکر ہے۔ جہاں میں نے یہ کہا ہے۔ کہ قیامہ سے مراد نبی کی بعثت نہیں ہے۔ وہ یہ آیت ہے :- لا اقسم بیوم القیمۃ۔ اور جہاں قیامہ سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت لی گئی ہے۔ وہ آیت یہ ہے۔ یسئل ایان یوم القیمۃ۔ میں نے بتایا تھا کہ لا اقسم بیوم القیمۃ میں جس مضمون پر شہادت ہے۔ وہ ایحسب الانسان الن نجمع عظامہ ہے۔ کہ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے۔ کہ ہم اس کی ہڈیوں کو اکٹھا نہیں کر سکتے اور اس موقعہ پر حزقیل نبی کی پیشگوئی کا ذکر کیا تھا۔ جس میں ہڈیوں پر گوشت چڑھانے اور ان میں روح پھونکنے کا ذکر تھا۔ اور اس سے بتایا تھا۔ کہ ہڈیوں کو جمع کرنا اور ان پر گوشت چڑھانا ایک قوم کی ترقی اور اس کی ٹوٹی ہوئی طاقتوں کو جوڑنے کے متعلق استعمال ہوتا ہے میں نے بتایا تھا۔ کہ یہاں آیندہ زمانہ کے تغیر کے متعلق پیشگوئی ہے۔ اور یوم القیمۃ اور نفس اللوامہ کو اس کی شہادت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ پہلے یوم القیمۃ کو پیش کیا ہے۔ اور یوم القیمۃ وہ ہے جس کے نتیجہ میں نفس اللوامہ پیدا ہوتا ہے نفس اللوامہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے لوگوں نے بھی بیان کیا ہے۔ کہ نفس اللوامہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ انسان

مرکر دوبارہ زندہ ہو گا۔ کیونکہ اگر انسان نے دوبارہ زندہ نہیں ہونا۔ تو گناہ اور بُرے افعال پر اس میں شرمندگی اور ندامت کا احساس کیوں پیدا ہوتا ہے۔ پہلا یوم القیٰمہ نفس اللوامہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور ہڈیوں کے جمع ہونے کے ثبوت میں یوم القیٰمہ اور نفس اللوامہ کو لایا گیا ہے۔ اگر یہاں یوم القیٰمہ سے مراد مرنے کے بعد کی قیامت لی جائے۔ اور ہڈیوں کا جوڑنا بھی اسی قیامت پر رکھا جائے۔ تو پھر ان آیات کا مطلب یہ ہوا۔ کہ قیامت کے ثبوت میں قیامت کو پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ ثبوت کیا ہوا۔ میں نے یہ بتایا تھا۔ کہ یہاں قیامت سے مراد بلوغت انسانی ہے اور اس بلوغت کا نتیجہ نفس اللوامہ یعنی عیب سے بچنے اور بدی سے نفرت کرنے کا جذبہ۔ اس کو خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ کہ انسان بہت بڑی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس کی گری ہوئی حالت کو خدا تعالیٰ بہت بلند کر سکتا ہے ؏

پس اگلی آیت کا اور مضمون ہے۔ وہاں نبی کی بعثت کا ذکر ہے۔ اور اس پہلی آیت میں قیامت سے بلوغت انسانی مراد ہے

دوسرا سوال یہ کیا گیا ہے کہ بتایا جاتا ہے۔ قیامت سے مراد انسان کی موت ہے۔ اس کے سوا اور کسی ایسی بعثت کا نام قیامت نہیں۔ جو ساری دنیا کے لئے اکٹھی ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں سوال کرنے والے کو اپنے معلم کی بات کے سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ قرآن کریم کی متعدد واضح آیات سے اور بہت سی احادیث سے نہایت وضاحت کے ساتھ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں نہایت بسط کے ساتھ یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک قیامت کا دن مقرر ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں یہ ذکر ہی نہیں۔ بلکہ آپ نے اس کے ثبوت میں دلائل دئے ہیں۔ اور اعتراضات کو پیش کرکے ان کو رد کیا ہے۔ پس مجموعی یوم القیٰمہ قرآن سے احادیث سے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں سے ثابت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ لوگ کہتے ہیں میں قیامت کا منکر ہوں۔ مگر یہ غلط ہے۔ اس کی تردید کرتے ہوئے آپ نے اعتراضات کو توڑا ہے۔ ہاں ایک بات پر آپ نے زور دیا ہے۔ اور احادیث میں بھی اس کا ذکر ہے۔ اور وہ نہایت اہم مسئلہ ہے جس سے مسلمان غافل ہیں۔ اور وہ یہ کہ علاوہ اس قیامت کے جو سب انسانوں پر اکٹھی آنے والی ہے۔ جب کوئی انسان مرتا ہے۔ تو اسی وقت سے اس کی جزا و سزا شروع ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں کہ انسان لاکھوں کروڑوں سال قبر میں پڑا رہے۔ اور پھر قیامت کے دن اس کی جزا و سزا کا فیصلہ ہو گا۔ اور یہ بھی نہیں۔ کہ اس قبر میں انسان پڑا ہو گا۔ اور اس کے لئے جنت کی کھڑکی کھولدی جائیگی۔ بلکہ وہ جگہ جس کا نام قبر ہے۔ وہ دراصل ڈیوڑھی ہے جنت یا دوزخ کی۔ اور یہ صاف بات ہے۔ کہ اگر کوئی دوزخ کی ڈیوڑھی میں ہو گا۔ تو اسے دوزخ کی گرمی محسوس ہو گی۔ اور جو جنت کی ڈیوڑھی میں ہو گا۔ اسے جنت کی خوشبو آئے گی۔ پھر یہ بھی غلط ہے۔ کہ یہ مٹی کی قبر ساٹھ ستر گز وسیع کر دی جاتی ہے۔ اس طرح قبر کھلی ہو ہی کس طرح سکتی ہے۔ ایک بہشتی دفن ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ دوسری قبر دوزخی کی ہو۔ تو بہشتی کی قبر کس طرح فراخ ہو سکتی ہے جس بات کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رد کیا ہے وہ یہی مضمون ہے۔ کہ اس دنیا کی قبر میں یہ باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ کے اذن سے انسان کو ایک ایسے مقام میں رکھا جاتا ہے۔ جہاں اس کے لئے عذاب یا ثواب شروع ہو جاتا ہے۔ وہ گویا تربیت کا مقام ہے۔ اس سے پھر انسان اصلی مقام پر جائے گا۔ جو جنت یا دوزخ ہو گا۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:- من مات فقد قامت قیامتہ۔ اس سے سب کے ایک جگہ جمع ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک نیا مضمون اس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ مُردے یونہی نہیں پڑے رہیں گے۔ اور یہ نہیں۔ کہ انہیں کوئی خاص احساس نہ ہو گا۔ بلکہ جزا و سزا معاً مرنے کے بعد شروع ہو جاتی ہے۔ اور انسان ترقیات کی طرف قدم بڑھانے لگ جاتا ہے۔ جب اس کی طاقتیں کمال کو پہنچ جائینگی۔ خواہ وہ سزا برداشت کرنے کی طاقتیں ہوں خواہ جزا کی۔ اس وقت سب کو کھڑا کیا جائیگا۔ کوئی کہے۔ جو لوگ پہلے مرے ہیں۔ انکو اور جو بعد میں مرینگے۔ ان کو جب اکٹھا کیا جائیگا۔ تو بعد والوں کی طاقتیں کس طرح مکمل ہونگی۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ بعد والوں کو جلدی ترقی دے دی جائیگی۔ اور جلد ان کی طاقتوں کو مکمل کر دیا جائیگا۔

سُورۃ القیامہ بقیہ رکوع اوّل

(۱۳ مئی ۱۹۲۸ء)

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝

ان آیتوں کے متعلق مفسرین کا خیال ہے۔ کہ یہ درمیان میں ایک علیحدہ بات آگئی ہے درحقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی آیات کو جلدی جلدی پڑھتے تھے۔ تاکہ یاد ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ نے اس سے آپ کو روکا۔ اور فرمایا جلدی مت کرو۔ ہم خود اسے جمع کر دینگے ؏

یہ مضمون اپنی ذات میں تو کوئی نقص اور بُرائی نہیں رکھتا۔ اور اپنی ذات کے لحاظ سے کسی اعتراض کی بھی گنجائش نہیں رکھتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن یاد کرنے کے لئے جلدی جلدی آیات پڑھتے ہوں۔ تو یہ کوئی بُری بات نہیں ہے۔ چونکہ قرآن کریم قائم رکھنے کے لئے نازل کیا گیا تھا۔ اور اسے قائم رہنا تھا۔ اس لئے اگر یہ کہا گیا کہ خاص طور پر یاد رکھنے کی کوشش کرنے کی ضرورت نہیں۔ تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ مگر ذکر کسی اور بات کا ہو رہا ہو۔ اور اس کے درمیان ایک ایسے واقعہ کا ذکر آجائے۔ جو ہمارے سامنے نہ ہو۔ اور جس کا اس بات سے تعلق نہ ہو۔ تو ایک عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے۔ یوں تو قرآن کریم کا طریق ہے کہ کوئی بات جو بیان ہو رہی ہو۔ اس کے متعلق جو شبہات اور اعتراضات پیدا ہوتے ہوں ان کا ذکر درمیان میں آجاتا ہے۔ مگر یہ نہیں ہوتا۔ کہ کسی وقتی بات کو جس کا اس مضمون سے تعلق نہ ہو۔ یونہی درمیان میں لے آیا جائے۔ اس قسم کی مثال قرآن کی دوسری آیات میں نہیں ملتی اگر اس بات کا روایات میں ذکر نہ کیا جاتا۔ تو قرآن پڑھتے وقت کسی انسان کے ذہن میں بھی یہ بات نہ آتی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی آیات پڑھا کرتے تھے یا نہیں۔ اور نہ صرف قرآن پڑھتے وقت ذہن میں نہ آتی۔ بلکہ تاریخی طور پر بھی کسی کا خیال اس طرف نہ جاتا۔ اور کوئی نہ سمجھتا۔ کہ یہ کوئی اہم واقعہ ہوا۔ ایسے واقعہ کو اور مضمون کے درمیان لے آنا گو وہ اپنے مضمون کے لحاظ سے قابل اعتراض نہ بھی ہو۔ مگر موقعہ اور محل کے لحاظ سے عجیب ضرور ہے۔ گو کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہاں خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ قرآن کا جمع کرنا خدا کے ذمہ ہے۔ کوئی اسے مٹا نہیں سکتا مگر مخالف کہہ سکتا ہے کہ اس بات کو کیوں کسی مناسب موقعہ پر نہیں بیان کیا گیا۔ ایک دوسرے مضمون میں اس کو لے آنے کا کیا فائدہ تھا ؏

میں سمجھتا ہوں۔ ان آیات میں ضمائر کا جو اختلاف ہوگیا ہے۔ اور یہ اختلاف قرآن میں دوسری جگہ بھی پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے بعض لوگوں کو دھوکہ لگ گیا ہے۔ گو جو معنی وہ کرتے ہیں۔ ان پر بھی میں اعتراض نہیں کرونگا۔ کیونکہ مضمون کے لحاظ سے ان پر اعتراض نہیں پڑتا۔ ہاں عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے *

میرے نزدیک ان آیات میں اشارہ ہے۔ ان واقعات کی طرف۔ جن کا ذکر ان سے پہلی آیات میں ہے۔ اور جو یہ ہیں۔ یقول الانسان یومئذٍ این المفرط کلا لا وزرط الی ربک یومئذن المستقرط ینبؤا الانسان یومئذٍ بما قدّم واخرط بل الانسان علےٰ نفسہ بصیرۃ ولو القیٰ معاذیرہ ط

ان آیات میں عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ جو مخالفین اسلام پر آنے والا تھا۔ آگے لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ط میں اسی طرف اشارہ ہے۔ کہ ان پہلی آیتوں میں جو مضمون بیان ہوا ہے۔ تو اس کے متعلق زبان کو حرکت نہ دے۔ تو یہ دعا نہ کر۔ کہ ان پر جلد عذاب نازل ہو جائے۔ لتعجل بہ میں قرآن حفظ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ اس سے وہ مضمون مراد ہے۔ جو پہلی آیات میں ہے۔ اور حکم یہ ہوا ہے۔ کہ اس مضمون کے متعلق زبان کو حرکت مت دے۔ یعنی بد دعا نہ کر۔ کہ مخالفین پر جلدی عذاب آجائے۔ اور وہ تباہ ہو جائیں

آگے فرمایا۔ ان علینا جمعہٗ وقرانہٗ۔ قرآن کے نزول کی ترتیب ہمارے تصرف میں ہے۔ اور اس کے نتائج بھی ہمارے ہی تصرف میں ہیں۔ کسی بات کو پہلے بیان کر دینے سے ضروری نہیں۔ کہ وہ جلدی ہو جائے۔ بسا اوقات ایک بات جو پہلے بیان کی گئی۔ وہ بعد میں ہوگی۔ اور جو بعد میں بیان کی گئی۔ وہ پہلے ہو جائے گی۔ پس ان آیات کی ترتیب ہمارے ذمہ ہے۔ اور ان کا پڑھا جانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ فاذا قرانہ فاتبع قرانہٗ۔ پس یہ جس طرح پڑھی جائیں۔ ان کی پیروی کرو *

یہاں قرانہ سے مراد ان آیات کا اتباع ہے۔ تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قیصر و کسریٰ کی جنگوں میں بار بار ذکر آتا ہے۔ کہ فلاں جگہ فتح ہوئی۔ اور صحابہ نے فلاں آیت پڑھی۔ فلاں جگہ ہوئی۔ تو فلاں آیت پڑھی۔ تو قرانہ سے وہی قرآن مراد ہے۔ فرمایا جب ہم ان باتوں کے ظہور کا وقت لے آئیں۔ تو اس وقت کہو۔ کہ عذاب لانے کا جو وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ پورا ہو گیا۔ مگر عذاب کے آنے سے پہلے یہ نہ کہو۔ کہ ان پر عذاب آئے *

ثم ان علینا بیانہ۔ پھر اس کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔ ممکن ہے۔ ہم ایک عذاب کی خبر دیں۔ لیکن جس طرح اس نے واقعہ ہونا ہو۔ اس طرح تم نہ سمجھ سکو۔ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ کسی کے لئے عذاب کی خبر ہو۔ مگر وہ عذاب ٹل جانے والا ہو۔ اس لئے یہ نہ ہو۔ کہ تم بد دعائیں کر دو۔ کہ ضرور عذاب نازل ہو۔ بے شک یہ دعا تو کرنی چاہیئے۔ کہ پیشگوئی پوری ہو۔ مگر یہ کہ فلاں معین صورت میں ہو۔ یہ نہیں کہنا چاہیئے۔ ممکن ہے۔ خدا نے اس کے پورا ہونے کی کوئی اور صورت رکھی ہو۔ اور وہ پیش گوئی اور شکل میں پوری ہو *

کَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ

اب دیکھ لو۔ عاجلہ کا ذکر قرآن حفظ کرنے سے کیا تعلق رکھتا ہے۔ جو قرآن حفظ کرے۔ اس کی تو تعریف ہونی چاہیئے۔ اسے انعام ملنا چاہئے۔ نہ یہ کہ کہا جائے۔ یہ بڑا جلد باز ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ یہ آیات عذاب سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسا کہ میں نے تشریح کی ہے۔ اور اس آیت میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ تم جس طرح خواہش رکھتے ہو۔ اس طرح نہیں ہوگا۔ تم عاجلہ کو پسند کرتے ہو *

وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ

اور آخرت کو چھوڑتے ہو۔

اس طرح کا فرہی نہیں کرتے۔ بلکہ مسلمانوں میں سے بھی کئی خیال کرتے ہیں۔ کہ مخالفین کو پیس ڈالنا چاہیئے۔ اور اگر نہ پیسا جائے۔ تو ان کو ٹھوکر لگتی ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وہ وقت ضرور آئیگا۔ جب مومنوں کو کامیابی حاصل ہوگی۔ اور کافروں کو سزا دی جائے گی۔ مگر یہ سب کچھ اپنے وقت پر ہوگا *

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ

اس دن کچھ لوگ ایسے ہوں گے۔ کہ ان کے چہروں پر رونق ہوگی *

اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ

وہ اپنے رب کو دیکھ رہے ہوں گے *

اگلے جہان میں تو خدا تعالےٰ کی رویت ہوگی۔ اس جہان میں بھی ہوتی ہے۔ مسلمانوں میں اس بات پر اختلاف ہوا ہے۔ کہ خدا کی رویت اس دنیا میں ہو سکتی ہے۔ یا نہیں۔ یہ تو کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا تعالےٰ مادی وجود ہے۔ اور وہ ان آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے باقی رہی روحانی رویت۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس کا کسی مسلمان نے انکار نہیں کیا۔ وہ لوگ جو اس بات پر زور دیتے رہے ہیں۔ کہ رویت نہیں ہو سکتی۔ وہ اس لئے زور دیتے رہے ہیں کہ ایسا نہ ہو۔ لوگ خدا کو مادی چیز سمجھ لیں۔ اور جو اس بات پر زور دیتے رہے ہیں۔ کہ رویت الٰہی ہو سکتی ہے۔ وہ اس لئے دیتے رہے ہیں۔ کہ لوگ الہام الٰہی کے منکر نہ ہو جائیں۔ گویا دونوں اپنے اپنے رنگ میں ٹھیک کہتے رہے ہیں۔ ایک فریق کا ذہن ایک طرف گیا۔ اس لئے اس نے ایک پہلو پر زور دینا شروع کر دیا۔ دوسرے فریق کا ذہن دوسری بات کی طرف گیا۔ اس نے اسے مدنظر رکھ کر زور دینا شروع کر دیا۔ حدیث میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے کہا۔ جاؤ۔ لوگوں سے کہو جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔ وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ مگر جب انھوں نے جا کر یہ کہا۔ تو حضرت عمرؓ نے ان کو روکا۔ اور کہا۔ یہ مت کہو۔ اس طرح لوگ عمل چھوڑ دیں گے۔ اسی طرح رویت الٰہی کے متعلق دونوں فریقوں کا خیال ہوا۔ ایک نے یہ خیال کیا۔ کہ لوگ خدا تعالےٰ کو مادی نہ سمجھنے لگ جائیں۔ اور دوسرے نے یہ خیال کیا۔ کہ لوگ الہام کے منکر نہ ہو جائیں۔ بات یہ ہے۔ کہ نبی کے زمانہ میں رویت الٰہی ہوتی ہیں *

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ

اور کچھ لوگ اس دن ایسے ہونگے۔ جو بد ہیئت ہونگے۔ جو غمگین ہونگے *

تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ

وہ یہ یقین کریں گے۔ کہ ان کے ساتھ فاقرۃ کی جائے گی *

فاقرۃ کے معنی کمر توڑ دینے والی چیز ہے۔ مطلب یہ کہ ان کو ایسا عذاب دیا جائے گا جس سے ان کی پیٹھ ٹوٹ جائیگی (۲) فاقرہ کے معنی ہیں۔ ایسا گہرا داغ ناک پر لگایا جائے کہ ہڈی تک پہونچ جائے۔ یعنی ان کو ذلیل کر دیا جائے گا *

سوائے عالم کتاب "رنگیلا رسول" کا مسکت اور تسکین بخش اصولی جواب

دنیا کا محسن

کے نام سے چھپ رہا ہے

جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالٰے نے دلائل اور واقعات کی رُو سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (نعوذ باللہ) شہوت پرست اور عیاش کہنا قطعی غلط اور بے بنیاد ہے ٭

ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ

اس موضوع پر ایسی لطیف پُر زور اور مدلل بحث کسی نے نہیں کی۔

عاشقانِ رسول صلعم

کو چاہیئے۔ کہ اس پاکیزہ اور بے نظیر کتاب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگوا کر کثرت کے ساتھ اپنوں اور بیگانوں تک پہونچائیں۔ اور عند اللہ ماجُور ہوں۔ تاجروں کو اور مفت تقسیم کرنے والوں کو قریباً لاگت پر ہی دی جائے گی۔ یعنی جو سو یا سو سے زیادہ تعداد میں منگائیں گے۔ انھیں چودہ ۱۴ روپیہ سینکڑہ کے حساب سے ملے گی۔ اور تھوڑی تعداد میں منگانے والوں کو ایک روپیہ کی پانچ عدد۔ اور فی نسخہ ۳؍ فرمائشیں دھڑا دھڑ آرہی ہیں جنھوں نے ابھی اس ضروری امر کی طرف توجہ نہیں کی۔ وہ جلد سے جلد اپنی فرمائشیں مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجدیں۔ تاکہ چھپتے ہی انھیں مطلوبہ تعداد بھیجدی جائے۔ اور انھیں دوسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے ٭

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

ضروری اطلاع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالٰے

اور

دیگر علمائے سلسلہ احمدیہ

کی وہ

تمام تصانیف

جو

اسلام کی صداقت

احمدیت کی تائید

اور

مخالفین کے جواب

میں آج تک شائع ہوئیں

وہ عند الضرورت

بک ڈپو تالیف و اشاعت

قادیان

سے منگوائیے

زیادہ تعداد میں خریدنے والوں کو خاص رعایت بھی دی جاتی ہے۔

تبلیغ کے لئے وسیع میدان

ایسے ملک میں جہاں بحر۔ شجر۔ حجر۔ بقر خدا مانے جاتے ہیں۔ وہاں سات سمندر پار سے عیسائی آکر ایک ناتوان انسان کو خدا منواتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر گو موتر اور گوبر سے شدھی کرنے والوں کو بھی حوصلہ ہو گیا۔ مگر آہ بولتے ہمکلام ہوتے رب العالمین اور حیات النبی ختم المرسلین کے نام کی تبلیغ کرنے والے غافل ہیں۔ اگر آپ کو تبلیغ کرنی مشکل معلوم ہوتی ہے تو قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دوگے۔ دوستو ان چھپانے دنوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہم سے مفت لٹریچر منگا کر تقسیم کرو۔ جو تبلیغ کا بہترین ذریعہ [illegible]

المشتھر:۔ مینیجر اخبار دعوت اسلام چاندنی چوک دہلی

نو ایجاد مشین سیویاں

واضح ہو کہ یہ کارخانہ مبایعین خلافت ثانی احمدیوں کا ہے

(۱) مشین پیتل معہ چھلنی ۲ عدد سوراخ ۱۷۲۔ قیمت - عہ ۲ آ

(۲) " لوہا " " " " " و چابی - - " عہ ۲ آ

(۳) " " " " " " " " " ۸ آ

نور الدین جدید کارخانہ نو ایجاد مشین سیویاں محلہ دارالعلوم قادیان

بیکار دوست

فوراً میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ اور گھر بیٹھے ہی کم از کم ایک سو روپیہ ماہوار آسانی سے کما سکنے کا ڈھنگ سیکھ لیں بیکاروں کے سوا ملازمت اور تاجر پیشہ دوست بھی ضرور فائدہ اٹھائیں۔ جواب کے لئے ۲؍ کے ٹکٹ بھیجنے ضروری ہیں۔

مہتمم احمدیہ دواگھر قادیان

ضرورت رشتہ

قوم زمیندار خادم سلسلہ ہماری انجمن کے سیکرٹری ہیں۔ اور غیر شادی شدہ ۲۳ سالہ جوان ہیں۔ ان کو جوان رشتہ اپنے خاندان سے ملتا ہے۔ مگر خواہندہ رشتہ کا از حد اشتیاق ہے۔ جو ان کے خاندان میں احمدیت کی تعلیم اور تہذیب اور شائستگی کی رُوح پھونک دے۔ پس صرف اسی غرض کیلئے اخبار میں شائع کرانے کی ضرورت پیش آئی ہے خط و کتابت بنام چوہدری محمد دین پٹواری آبادی حلقہ شتاب گڑھ۔ ڈاکخانہ شیر گڑھ ضلع ملتان [illegible]

تریاق زعفرانی

امراض ذیل کے لئے بصفت موصوف ہے۔ اعضائے رئیسہ کی کمزوری کے لئے نہایت مفید ہے۔ نسیان ہو۔ معدہ کمزور ہو۔ دماغ کمزور ہو دل دھڑکتا ہو۔ کمزوری جگر کی وجہ سے بدن میں خون کم ہو۔ رنگ زرد ہو۔ سر چکراتا ہو۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہو۔ طاقت کمزور پڑ گئی ہو۔ تو تریاق زعفرانی کا استعمال نہایت مفید اور آرام پہونچانیکا موجب ہوگا قیمت فی ڈبیہ عار۔ عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

ہندوستان کی خبریں

—— مس ڈاہین کہمن ۔ بی ۔ اے ۔ بی ۔ ایل اسسٹنٹ رجسٹرار رنگون ہائیکورٹ کی عدالت عالیہ میں جج مقرر کی گئی ہیں آپ پہلی خاتون ہیں ۔ جنھیں یہ عہدہ تفویض کیا گیا ہے ۔

—— کراچی ۲۰ اگست ۔ خوجہ سوشل ریفارم اسوسی ایشن کی طرف سے ہز ہائی نس آغا خان کے خلاف خوجہ ٹرسٹ پراپرٹی کے سلسلہ میں مقدمہ دائر کیا گیا ہے ۔

—— امرتسر ۲۰ اگست ۔ سردار منگل سنگھ بی ۔ اے ممبر نہرو کمیٹی نے سنٹرل سکھ لیگ کے عہدہ سیکرٹری سے علیحدگی اختیار کر لی ہے ۔ اور اخبار اکالی کی ایڈیٹری سے بھی مستعفی ہو گئے ہیں ۔ یہ دونوں عہدے ماسٹر تارا سنگھ نے سنبھال لئے ہیں ۔ یہ اختلاف نہرو کمیٹی رپورٹ کے سلسلہ میں پیدا ہو گیا تھا ۔

—— دہلی ۲۰ اگست ۔ کل شام کو جامع مسجد دہلی میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا ۔ ہر خیال اور پیشہ کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوئے ۔ اس جلسہ کی غرض یہ تھی ۔ کہ خواجہ حسن نظامی نائب خسر سید محمد صادق صاحب کی شہادت کے متعلق تحقیقات کرنے میں پولیس نے بڑی ناقابلیت کا ثبوت دیا ہے ۔ اور کافی کوشش نہیں کی ۔ اس لئے حکومت سے مطالبہ کیا جائے ۔ کہ اس قتل کے متعلق از سر نو تحقیقات کرائے ۔

—— لاہور ۲۱ ۔ اگست ۔ کپتان سکندر حیات خاں صاحب ایم ۔ ایل ۔ سی ریاست بہاولپور کی چیف منسٹری کے عہدے سے علیحدہ ہو گئے ہیں ۔

—— شملہ ۲۱ اگست ۔ شملہ میں یکم اکتوبر کو ایک کانفرنس ہونے والی ہے ۔ اس میں صوبہ جاتی اور حکام متعلقین زراعت زراعتی کمیشن کی رپورٹ پر بحث کریں گے ۔

—— بمبئی ۱۸ اگست ۔ کچھ عرصہ ہوا ۔ ایک کمیٹی اس غرض سے مقرر کی گئی تھی ۔ کہ بندرگاہ میں جہازوں سے اترنے اور جہازوں پر سوار ہونے کے لئے مزید آسانیاں بہم پہونچانے کی تحقیقات کرے اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے ۔ جس میں سفارش کی ہے ۔ کہ ۹۰ لاکھ روپیہ کے صرفہ سے سمندر میں ایک وسیع منارہ تعمیر کرایا جائے جس کے قریب جہازات آسانی سے آسکیں ۔ اور مسافر اس پر سے جہازوں میں سوار ہو سکیں ۔ اور اتر سکیں ۔

—— دارجلنگ ۱۹ ۔ اگست ۔ تبت کی بغاوت اب بند ہو رہی ہے ۔ چونکہ تبتی فوج کے پاس جدید آلات جنگ موجود ہیں اس لئے وہ باغیوں پر قابو پا رہی ہے ۔

—— رنگون ۲۰ اگست پولیس نے دس دس روپیہ کے تقریباً ایک لاکھ روپیہ کے جعلی نوٹ اور نوٹ بنانے کی مکمل مشینری پکڑ لی ہے اس سلسلہ میں پانچ ہندوستانیوں کو گرفتار کیا گیا ہے ۔

—— شملہ ۱۹ اگست ۔ گورنمنٹ ہند کا ایک اعلان مظہر ہے کہ ہندوستان نیشنل پارٹی کا جو اخبار بنام "ہندوستان غلام" فرانسسکو (امریکہ) سے شائع ہوتا ہے ۔ اگر اس کی کوئی کاپی کسی زبان میں برطانوی ہند میں لائی یا بھیجی جائے گی ۔ تو اسے ضبط کر لیا جائے گا ۔

—— کلکتہ ۲۱ اگست ۔ بنگال کے مختلف حصوں سے جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ کثرت باراں کی وجہ سے دریاؤں کی طغیانی نے تباہی کا عالم پیدا کر دیا ہے کھڑی فصلوں کو بہت نقصان پہونچا ہے ۔ بعض مقامات پر اتلاف جان بھی ہوا ہے ۔

—— کوئٹہ ۲۲ اگست ۔ کوہستان میں شدید بارش کی وجہ سے وادی ژوب کی ریلوے لائن ہندو باغ اور قلعہ سیف اللہ کے درمیان سیلاب کی نذر ہو گئی ہے ۔ گاڑیوں کی آمد و رفت کا سلسلہ قطعاً مسدود ہے ۔ نمبر ۱۱ اپ مکسڈ ٹرین ہندو باغ میں ختم ہو گئی ۔ فی الحال یہ کہا نہیں جا سکتا ۔ کہ لائن کب تک درست ہو گی

—— دہلی ۲۱ اگست ۔ کارخانہ داروں کی سپیشل ٹرین آج صبح یہاں پہونچی ۔ اس گاڑی میں ۱۳۰ دوسرے درجہ کے مسافر اور ۶۰ خدمتگار سفر کر رہے ہیں ۔ اس جماعت کے رئیس احمد آباد مل اسوسی ایشن کے صدر مسٹر پریخ ہیں ۔ اور ۴۰ کارخانوں کے مالک ہیں ۔ متعدد گماشتے ۔ ۲۰ خواتین اور ۲۵ بچے اس جماعت میں شامل ہیں ۔ یہ لوگ ۱۳ اگست کو احمد آباد سے روانہ ہوئے ۔ اودے پور ۔ شری ناتھ ۔ اجمیر ۔ جے پور ہوتے ہوئے آج یہاں پہونچے ۔ جہاں سے لاہور ۔ راولپنڈی کی سیر کرتے ہوئے کشمیر جائیں گے ۔ وہاں پر دو ہفتہ کے قیام کے بعد ہردوار ۔ لکھنؤ ۔ اجودھیا ۔ بنارس ۔ بیج ناتھ ۔ کلکتہ ۔ پوری ۔ جہاریہ ۔ گیا ۔ آلہ آباد ۔ کانپور ۔ آگرہ ۔ متھرا ۔ کوٹہ اور بمبئی کا سفر کرتے ہوئے ۵۴ دن کے بعد احمد آباد پہونچیں گے ۔

—— میرٹھ ۲۱ اگست ۔ پرائمری سکول کے ایک ٹیچر کا ایک روپیہ اور کچھ پیسے ڈیسک سے غائب ہو گئے ۔ طلباء کے بیانات سے مطمئن نہ ہو کر ٹیچر نے ۸ بچوں کو ایک قطار میں کھڑا کیا ۔ اور بچوں کے ہاتھوں پر تیل ڈالکر دہکتے ہوئے کوئلے رکھ دئے ۔ اگر کسی بچے نے کوئلہ ہٹایا ۔ تو اسے بید لگائے گئے ۔ ظالم ٹیچر نے اس طرح اپنی تسلی کی ۔ ننھے بچے بیہوش ہو کر گر پڑے ۔

—— نینی تال ۔ ۲۱ اگست ۔ گورنر صاحب ۱۱ ۔ دسمبر سارداہ نہر کی رسم افتتاحی ادا کریں گے ۔ یہ نہر ہندوستان بھر میں سب سے بڑی نہر ہے ۔ یہ ۱۹۲۱ء میں بننی شروع ہوئی تھی ۔ نہر کی لمبائی چار ہزار میل ہے ۔ اور یہ ۰ ۰ ۷ لاکھ ایکڑ زمین سیراب کرے گی ۔ اس سکیم پر دس کروڑ روپیہ خرچ آیا ہے ۔ یہ توقع کی جاتی ہے ۔ کہ چند سالوں کے بعد اس نہر کے ذریعہ چالیس لاکھ روپیہ سالانہ مالیہ مل جائیگا

ممالک غیر کی خبریں

—— گورنر جنرل فرانسیسی جنوبی افریقہ کی اجازت سے علاقہ کنڈیا میں ایک ایسا انسٹی ٹیوشن قائم کیا گیا ہے ۔ جس میں آدمی اور بندر سے جوڑا ملانے کے حیرت انگیز تجربات کئے جا رہے ہیں ۔ بندروں کے غدود سے بوڑھے انسان جوان بنائے جائیں گے ۔ کوشش کی جائے گی ۔ کہ جنگلی آدمیوں اور ایسے بندروں میں تعلقات زن و شوہر قائم ہوں ۔ کہ جو انسان کے قریب تر ہیں ۔ سدوسیوں کی طرف سے اس تجربہ کے لئے دس ہزار پونڈ دئے گئے ہیں ۔

—— لنڈن ۲۰ اگست ۔ مس آیوی ہاکس نے ۱۹ گھنٹہ ۱۶ منٹ میں رود بار انگلستان کو تیر کو عبور کیا ہے ۔

—— لنڈن ۱۹ اگست ۔ انگلستان میں دو سو عورتیں اڑنا سیکھ رہی ہیں ۔ یہ عورتیں زیادہ فلم کی ایکٹرس ، اکونٹنٹ لباس بنانے والی اور موٹر چلانے والی ہیں ۔

—— قسطنطنیہ ۲۰ اگست ۔ نیم سرکاری اعلان کیا گیا ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا کی شہریار افغانستان کی ہمشیرہ سے شادی کرنے کی افواہ بے بنیاد ہے ۔

—— الجیریا ۔ ۲۰ اگست ۔ الجیریا کی دو بندرگاہوں مجلی اور بوگی اور ان کے ملحقہ اضلاع میں طوفان باد نے ہولناک تباہی برپا کی ہے ۔

—— ٹرانا (البانیہ) ۲۰ ۔ اگست ۔ جمہوریہ کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا ۔ جس میں شاہی حکومت قائم کرنے کی قرارداد منظور ہوئی ۔ اور تاج احمد بے پریذیڈنٹ کو پیش کرنے کی تجویز کی گئی ۔ تمام ملک میں اس قسم کے جلسے منعقد ہو رہے ہیں ۔

—— وارسا ۔ ۲۱ اگست ۔ نوجوان اشتراکیوں کی مجلس منتظمہ کے ایک اجلاس پر پولیس نے چھاپا مارا ۔ ارکان مجلس نے بہت سی اہم دستاویزیں چاک کر دیں ۔ اور نگل گئے ۔

—— لنڈن ۲۰ اگست ۔ فرانس اور برطانیہ کے جدید بحری معاہدہ پر امریکہ کے پریذیڈنٹ کولج نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے ۔ کیونکہ وہ ۱۹۲۲ء کے معاہدہ کے خلاف ہے ۔ جو بحری حدود کے متعلق تھا ۔ لیکن چونکہ مسٹر کیلوگ کے معاہدہ خلاف جنگ پر حال میں دستخط کئے جائیں گے ۔ اس لئے ناخوشگوار حالات پیدا نہ کرنے کے خیال سے مسٹر کولج نے برطانیہ اور فرانس کے معاہدہ کو سردست نظر انداز کر دیا ہے ۔

—— ۲۰ اگست ایک ایسی ریلوے لائن کی تعمیر کے لئے کوشش کی جا رہی ہے ۔ جو عراق کو فلسطین سے ملا دیگی ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ حدود عراق سے بلسیان تک پٹڑی بچھانے کے متعلق کارروائی شروع کر دی گئی ہے یہ لائن حیفہ سے شروع ہو کر صحرا میں سے گذرتی ہوئی بغداد پر ختم ہو گی ۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا

اخبار احمدیہ

نظارت تالیف و تصنیف کا اعلان

مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ نے بمنظوری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بذریعہ ریزولیوشن ۱۰۱ یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ آئندہ سلسلہ کی طرف سے کوئی کتاب ٹریکٹ رسالہ وغیرہ بغیر منظوری نظارت تالیف و تصنیف چھپنے اور شائع نہ ہونے پائے۔ لہذا بذریعہ تحریر ہذا تمام احباب جماعت احمدیہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ تا وہ اس سے آگاہ رہیں۔ اگر اس کی خلاف ورزی ہوئی۔ تو ایسی کتاب کی اشاعت جو بغیر منظوری نظارت ہذا طبع کرائی گئی ہو بند کر دی جائیگی۔

زین العابدین قائم مقام ناظر تالیف و تصنیف

آریہ سماج سے کامیاب مناظرہ

موضع ہریال تحصیل شکرگڈھ میں آریہ سماج سے ۱۳ اگست کو ایک کامیاب مباحثہ ہوا۔ پہلا مضمون "کیا وید الہامی کتاب ہے" دوسرا مضمون کیا قرآن مجید الہامی کتاب ہے"۔ تھا۔ اہل اسلام کی طرف سے مہتہ محمد عمر صاحب شرما پہلے مضمون میں مناظر تھے اور آریہ سماج کی طرف سے پنڈت سیتہ دیوا پدیشک پرتھی ندی سبھا پنجاب مناظر تھے۔ مہاشہ صاحب نے دو گھنٹہ تک نہایت کامیابی کے ساتھ مناظرہ کیا۔ مہاشہ صاحب سنسکرت زبان میں وید منتر پڑھکر سناتے اور تفسیر کرتے تھے۔ جس کا حاضرین پر خاص اثر ہوا۔ اور مسلمان اس کامیابی پر بیحد خوش ہوئے۔ مہاشہ صاحب کے اعتراضوں کا آریہ مناظر آخر وقت تک سوائے لایعنی تاویلوں کے کوئی جواب نہ دیسکا۔

دوسرا مناظرہ قرآن مجید کے الہامی ہونے پر تھا۔ اس مناظرہ میں اہل اسلام کی طرف سے مولوی عبدالرحمن صاحب احمدی خادم گجراتی مناظر تھے۔ چونکہ اس مناظرہ میں اہل اسلام مدعی تھے۔ اس لئے پہلی تقریر اسلامی مناظر کی تھی۔ ملک صاحب ابھی ۷ منٹ تقریر کرنے پائے تھے۔ کہ آریہ سماجیوں نے شور ڈالدیا۔ اور اپنی خیر اسی میں سمجھی۔ کہ مناظرہ نہ ہو۔ وجہ یہ تھی کہ خادم صاحب کی تقریر اس قدر زبردست اور ٹھوس تھی جس کا جواب آریہ مناظر سے کسی طرح ممکن نہ تھا۔ ادھر آریہ مشتعل ہوگئے ادھر مسلمان جوش میں آگئے۔ ڈھائی تین سو کے قریب ہندو تھے۔ اور پانچ چھ سو کے قریب مسلمان تھے۔ چونکہ فریقین مشتعل ہوگئے تھے۔ اس لئے پولیس نے مداخلت کرکے مناظرہ بند کرا دیا۔ میدان مباحثہ سے چونکہ آریہ فرار کر چکے تھے اس لئے مسلمانوں نے الگ جلسہ کا انتظام کیا۔ اور تین گھنٹہ تک جلسہ ہوتا رہا۔ پہلے ملک عبدالرحمن صاحب خادم نے وید کی تعلیم پر تقریر کی اور مسئلہ نیوگ پر خوب روشنی ڈالی۔ پھر مہاشہ محمد عمر صاحب نے تقریر کی اور ثابت کیا کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ ان کے بعد مولوی محمد تقی صاحب نے لیکچر دیا۔ اور مسئلہ چھوت چھات پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کے فوائد بتائے۔ اور اختتام تقریر پر مسلمان نمبرداروں سے حلف لیا۔ کہ حتی الامکان ہندو دکانداروں سے لین دین نہیں کرینگے۔ اور اپنے اپنے گاؤں میں مسلمانوں کی دکانیں کھلوائیں گے۔ ہم منتظمین جلسہ جناب چوہدری علم الدین صاحب نمبردار ہمکا ماسٹر مولا داد صاحب اور ماسٹر فضل داد صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے جلسہ کا انتظام کیا۔

راقم یکے از حاضرین مجلس

اعلان نکاح

عزیزہ آمنہ بیگم بنت حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔اے سابق مبلغ مارشس کا نکاح ایکہزار روپیہ مہر علاوہ ایکہزار کے زیور پر شیخ حاجی محمد صاحب تاجر منٹگمری کے ساتھ بعد نماز مغرب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے ۲۲ اگست کو پڑھا۔ سید غلام حسین منٹگمری

۲۔ ۳ اگست۔ میںنے مسماۃ عائشہ بی بی بنت مستری جلال الدین مرحوم سکنہ موضع بوڑیوال کنگ تحصیل و ضلع امرتسر کا نکاح بعوض مبلغ تین صد روپیہ مہر مستری رحیم بخش سکنہ قادیان محلہ دارالفضل کے ساتھ پڑھا۔ خاکسار محمد حسین قادیان

ولادت

مجھے اللہ تعالےٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ اس کا نام میں نے غالب احمد رکھا ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ دعاء فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ اس کو خدمت دین کے لئے پسند فرمائے۔ اور مجھے اس نیت و غرض سے اس کی تعلیم و تربیت کی توفیق عطاء فرمائے۔ خاکسار (راجہ) علی محمد اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر میانوالی۔

اظہار افسوس

ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب احمدی امرتسری نے گو اچھی عمر پائی۔ مگر چونکہ میرے بزرگ تھے۔ اور احمدیت کے درخشندہ گوہر اس لئے ان کی خبر انتقال کو میں نے بہت افسوس کے ساتھ پڑھا۔ اور مجھے دلی صدمہ ہوا ہے۔ خدا مرحوم کو مغفرت کرے۔ اور درجات اعلیٰ عطاء فرمائے۔ مجھے ان کی جملہ اولاد در اولاد و ممبران خاندان خصوصاً مرحوم کے بڑے صاحبزادے مخدومی ڈاکٹر محبوب عالم صاحب جے پور سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا مرحوم کی اولاد کو صبر عطا فرمائے۔ راقم محمد عثمان احمدی رحمت منزل لکھنؤ

دعائے مغفرت

میری والدہ صاحبہ حج کو گئی تھیں۔ واپسی پر بیمار ہو کر ۱۰ اگست کو فوت ہوگئیں۔ احباب دعاء مغفرت کریں۔

عبدالرشید از بھیرہ

۲: میرے بزرگوار منشی اکبر علی خاں صاحب احمدی شاہجہانپوری ۱۷، ۱۸ اگست ۱۹۲۸ء کی درمیانی شب کو فوت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم ایک مخلص احمدی تھے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔

محمد عبدالحسن

ڈاکخانہ قادیان

الفضل میں سب پوسٹماسٹر قادیان اور دیگر عملہ ڈاک خانہ کو مشورہ دیا گیا تھا۔ کہ وہ پبلک کی شکایات کو رفع کریں۔ اور احمدیہ کمیونٹی کی ضروریات کا لحاظ رکھیں جس کی وجہ سے ڈاکخانہ میں یہ کثرت کاروبار ہے۔ مگر اس کے جواب میں انہوں نے دفاتر کو تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے۔ کہ ایسی حالت زیادہ دیر تک برداشت نہیں کی جا سکتی۔

ڈاک جو دفاتر کو ہمیشہ سے سویرے مل جایا کرتی تھی۔ اس کی تقسیم کے لئے ایسا طریق اختیار کرا دیا گیا ہے۔ کہ ۱۲ بجے کے قریب ملے۔ حالانکہ قادیان میں سب سے زیادہ ڈاک کا کام ہے ہی ان دفاتر کا۔ پھر سب پوسٹماسٹر صاحب نے یہ کارروائی شروع کی ہے۔ کہ وہ خواہ مخواہ خطوط بیرنگ کر دیتے ہیں۔

مصباح کے ایڈیٹر کے نام ایک مضمون باہر سے اخبار میں چھاپنے کے لئے آیا جس میں کوئی پرسنل کارسپانڈنس نہ تھی۔ بک پیکٹ کی صورت میں تھا۔ آپ نے اسے بیرنگ کر دیا۔ جب اس پر مکتوب الیہ کی طرف سے اعتراض ہوا۔ تو جواب دیا۔ کہ پوسٹل نمبر ۷ دیکھیں۔ حالانکہ اسی کے اخیر میں مضامین برائے پریس کو مستثنیٰ لکھا ہے اس سے ظاہر ہے۔ کہ موجودہ سب پوسٹماسٹر ڈاکخانہ کے معمولی قواعد سے بھی آگاہ نہیں۔ اور اسے ایسی جگہ لگا دیا گیا ہے جس کیلئے زیادہ قابل آدمی کی ضرورت ہے۔ یہ ایک مشہور اور معمولی امر ہے۔ کہ مضامین برائے پریس بک پیکٹ کی صورت میں آسکتے ہیں۔ مگر ظاہر ہے کہ سب پوسٹ ماسٹر کو اتنی چھوٹی سی بات کا بھی علم نہ تھا۔ اور اگر علم تھا۔ تو پھر اس پیکٹ کو بیرنگ کرنا اس بات کا کافی ثبوت ہے۔ کہ وہ دفاتر کو محض تنگ کرنا چاہتا ہے۔ اسی طرح بیرو پیکٹ اخبار الفضل کے ڈلہوزی حضرت امام کے نام بھیجے گئے۔ آپ نے ان کو بیرنگ کر دیا۔ کہ یہ لیٹر بکس میں پائے گئے۔ بحالیکہ ہمارے چپراسی کا بیان ہے۔ کہ وہ ہینڈ اوور کئے گئے تھے۔ اور اس وقت ہمارا کلرک بھی کسی ضرورت سے موجود تھا۔ اس کا بھی یہی بیان ہے کہ میرے سامنے وہ پیکٹ ڈاکخانہ میں دوسرے پیکٹوں کے ساتھ دستی دئے گئے تھے۔ پھر منی آرڈر اور وی پیوں کا یہ حال ہے۔ کہ مکتوب الیہم کے سوا دوسروں کو غلطی سے تقسیم کر دیتے ہیں۔ بعد میں وہ رقوم واپس لی جاتی ہیں۔ یا لے کر دی جاتی ہیں۔ جس سے سخت دقت پیش آ رہی ہے۔

افسران بالا کو ان امور کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور یہاں کوئی ایسا سٹاف بھیجنا چاہیئے۔ جو پبلک کو خواہ مخواہ مشکلات میں نہ ڈالے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۲۸ء

خُطبہ جُمعہ سامعین کی زبان میں

قرآن مجید اور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جمعہ کو عام عبادات سے اس لئے ممتاز قرار دیا تھا۔ کہ یہ مسلمانوں کی تنظیم اور ان کی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور ہر شہر اور قصبہ کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوکر اپنے مذہبی پیشواؤں سے ہر ضروری اور اہم معاملہ کے متعلق ہدایات حاصل کرسکیں۔ مگر مسلمانوں کی بدقسمتی سے جہاں عام علمار نے رہبری اور رہنمائی کی تمام قابلیت اور اہلیت کھو دی۔ وہاں جمعہ اور خطبہ جمعہ کی ادائیگی کیلئے بھی ایسا ناموزوں اور غیر مفید طریقہ اختیار کیا جس سے اس کی اصل غرض بالکل فوت ہو جاتی ہے۔ اور جس سے جمعہ کا اجتماع محض ایک رسم رہ جاتی ہے۔ اور بس۔ چاہئے تو یہ تھا کہ خطیب مقامی مسلمانوں کو ان کی اپنی زبان میں روزمرہ پیش آنے والے واقعات۔ ضروریات زمانہ اور مذہبی معاملات کے متعلق صحیح راستہ پیش کرتے۔ اور سمجھاتے۔ کہ انھیں اپنے حقوق کے تحفظ اور مفاد کی خاطر کیا طریق اختیار کرنا چاہئے۔ اور حفاظت و اشاعت اسلام کے فریضہ کو وُہ کس طرح ادا کرسکتے اور دشمنانِ دین کے مقابلہ میں ان کا کیا طرزِ عمل ہونا چاہئے۔ غرض کہ جملہ ضروریات دینی اور دنیوی سے ان کو اچھی طرح باخبر اور آگاہ کرتے۔ لیکن اس کی بجائے وُہ ممبر پر کھڑے ہوکر عربی میں جس سے آج کل نوے فیصدی مسلمان محض نابلد ہیں۔ اور ایسے حاضرین کے سامنے جو معمولی اُردو بھی اچھی طرح سمجھ نہیں سکتے۔ مطبُوعہ خطبہ پڑھ دیتے ہیں۔ جس سے حاضرین کا مستفید ہونا تو درکنار وہ خود بھی کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور نہیں سمجھ سکتے۔ کہ جو کچھ وہ زبان سے کہہ رہے ہیں۔ اس کا مطلب کیا ہے۔ اور اس کا فائدہ کیا ہے۔

ظاہر ہے۔ کہ ایسے خطبات جن کو کوئی سمجھ ہی نہ سکے۔ اگر دن میں ہزار مرتبہ بھی لوگوں کو سنائے جائیں۔ تو وہ ان کی اصلاح کا ذریعہ نہیں ہو سکتے۔ خطبہ جمعہ کے مقرر کرنے سے مطلب تو یہ تھا۔ کہ بتقاضائے بشریت انسان کے دل پر جو زنگ چھ دنوں میں لگے۔ اور دینی احکام اور قومی خدمات کی طرف سے جو غفلت اس پر طاری ہو۔ وُہ جمعہ کے روز خطبہ کے ذریعہ دُور کرکے از سرِ نو بیداری۔ تر و تازگی اور اسلامی و قومی خدمت کا جذبہ و شوق پیدا کیا جا سکے۔ لیکن جمعہ پڑھنے اور ایک لمبا چوڑا خطبہ سننے کے بعد بھی اگر ایک انسان کورے کا کورا ہی رہتا ہے۔ تو اس کا خطبہ سننا اور نہ سننا اور جمعہ پڑھنا اور نہ پڑھنا برابر ہے۔ کیونکہ وہ اس غرض اور اس مقصد کو پورا نہیں کرتا۔ جو جمعہ کے مقرر کرنے میں شریعت کو مدنظر ہے۔

اس قسم کا خطبہ بیان کرنے کے لئے عربی کے تقدس کی آڑ لی جاتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ محض ایک بہانہ ہے۔ در اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ اتنی اہلیت نہیں رکھتے۔ کہ اپنی زبان میں واقعات زمانہ پر معقولیت کے ساتھ بحث کرسکیں۔ اور مدلل طور پر مسلمانوں کے سامنے کوئی راہ عمل پیش کرسکیں۔

مقام خوشی ہے۔ کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں میں اس امر کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ کہ خطبہ جمعہ کا اپنی زبان میں ہی ہونا مفید ہو سکتا ہے۔ اور وہ اس کو رواج دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر نام نہاد علمار کا ایک طبقہ حسب معمول اس کی مخالفت کر رہا ہے۔ اور اسے دین میں مداخلت سے تعبیر کرتا ہے۔

ہم سمجھ دار مسلمانوں سے پُرزور درخواست کرتے ہیں۔ کہ وُہ اپنے لئے ایسے تعلیم یافتہ۔ بلند خیال۔ وسیع حوصلہ اور دینی علوم کے ساتھ دنیاوی معاملات کے متعلق بھی کافی واقفیت رکھنے والے خطیب اپنی مساجد میں مقرر کریں۔ جو ہر معاملہ میں صائب الرائے ہونے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ اور اپنی زبان میں مسلمانوں کو کم از کم ہفتہ میں ایک بار جمعہ کے دن ان دینی و دنیوی امور کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ جو اس زمانہ میں ان کے لئے بہت ضروری اور اہم ہیں تاکہ تمام مسلمان متحدہ طور پر اپنے مفاد کی حفاظت کرسکیں۔

اچھُوت اقوام کی بیداری

یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ اچھوت اقوام میں روز بروز بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ اور وُہ اپنے حقوق کی حفاظت اور ہندوؤں کے قبضہ و تصرف سے آزاد ہونے کے لئے سرگرم جد وجہد کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ان اقوام نے لکھنؤ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا۔ جس میں بہت سی اہم تجاویز پاس کی گئیں۔ اور گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ محکمہ تعلیم وغیرہ میں اچھوت اقوام کے سکولوں کے سپر وائزر ہندو نہ مقرر کئے جائیں۔ بلکہ انہی اقوام کے لوگ مقرر کئے جائیں۔ کیونکہ ہندو پست اقوام میں تعلیم کی توسیع کرنے کی بجائے ان کو تعلیم سے اور بد دل کرتے ہیں۔

یہ نہائت اہم اور ضروری مطالبہ ہے۔ کیونکہ تعلیم ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کی وجہ سے پست اقوام ذلت و ادبار کے گڑھے سے نکل سکتی ہیں۔ اور اسی سے محروم ہونے کی وجہ سے وُہ اونچی ذاتوں کی تختہ مشق بنی ہوئی ہیں۔ امید ہے۔ گورنمنٹ صوبہ متحدہ کو اس مطالبہ کے منظور کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ اگر پست اقوام میں سے فی الحال اتنے تعلیم یافتہ لوگ میسر نہ آسکیں جو ان کے سکولوں کی نگرانی کرسکیں۔ تو اس کام کے لئے مسلمانوں کو مقرر کیا جا سکتا ہے۔ جو ہر طرح پست اقوام کی تعلیم کے لئے کوشش کریں گے۔ اور پست اقوام کو بھی ان پر کافی اعتماد ہو سکتا ہے۔

مُسلمانوں کا تشتت اور اس کا علاج

معزز معاصر "انقلاب" ایک عرصہ سے مسلمانوں کو نہائت دل سوزی اور ہمدردی کے ساتھ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے متحد ہونے کی ضرورت جتا رہا ہے۔ حال میں اس نے پھر اس بات کی اہمیت حسب ذیل الفاظ میں بیان کی ہے۔

"مسلمانوں کا تشتت اس صورت حالات کو بے حد نازک بنا رہا ہے۔ اور ہندوؤں کے ہاتھ مضبوط ہو رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ انتہائی بے فکری کے ساتھ مسلمانوں کے ہر مطالبے کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ آل پارٹیز کانفرنس کے مسودہ دستور کی حقیقی حیثیت کیا ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ اس کا کوئی حصہ مسلمانوں کے خلاف ہے۔ یا اس میں وہ تمام امور داخل نہیں کئے گئے۔ جو مسلمانوں کی مستقل انفرادی ہستی کے قیام و بقا کے لئے بمنزلہ رُوح ہیں۔ تو بتائیے۔ کہ کیا ہمارا موجودہ تشتت اور تفرق قومی زندگی کے ایک نہائت ہی نازک مرحلے میں ہمارے لئے فنا کا آخری پیغام ثابت نہ ہوگا؟

مسلمانوں کی بڑی بڑی انجمنیں ہیں۔ بڑی بڑی مجلسیں ہیں جن میں سے ایک ایک مجلس و انجمن اب تک کئی کم ضروری معاملات میں جابجا جلسے کرچکی ہے۔ لیکن کیا ایک انجمن یا ایک مجلس نے بھی آج تک عام مسلمانوں کو موجودہ حالات کی نزاکت سے آگاہ کیا ہے؟ کیا ایک انجمن بھی یہ تہیہ کرکے اٹھی ہے۔ کہ وُہ ہر مسلمان کو ملی نصب العین اور ملی حقوق سے آگاہ کرکے دم لیگی تاکہ قوم اپنے متعلق صحیح فیصلہ کرسکے، کہ اُسے کیا فیصلہ کرنا چاہئے۔ اور کس راستے پر قدم رکھنا چاہیئے؟ کمیشن کی آمد پر ہڑتالیں ہوئیں۔ پُر زور مظاہرے کئے گئے۔ ان کے لئے راہنماؤں نے ملک کے دورے کئے۔ بڑے بڑے جلسوں میں تقریریں کیں قومی زاویہ نگاہ سے یہ تمام چیزیں ضروری تھیں۔ اور بڑی اچھی بات ہے۔ کہ اس باب میں قومی فرض کو بوجہ احسن ادا کیا گیا۔ لیکن کیا مسلمانوں کو حقوق کی تعلیم دینے یا ان کے حصول کے لئے جد وجہد کا راستہ بتانے یا فرزندانِ توحید کے قوائے عمل کو منظم کرکے ایک مرکز پر لانے کی بھی کسی نے تکلیف فرمائی"؟

اس کے متعلق ہم یہ کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ اپنے امام کے احکام کے ماتحت مسلمانوں کو مشترکہ مقاصد کے لئے متحد

کرنے اور انھیں ان کے حقوق سے آگاہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ اور انشاء اللہ حتے المقدور کرتی رہے گی۔ اگر مسلمانوں کی سب انجمنیں اس کام کی طرف توجہ کریں۔ تو بہت تھوڑے عرصہ میں مسلمانوں کو وہ طاقت حاصل ہو سکتی ہے۔ کہ ان کے مطالبات کو نہ صرف کوئی ٹھکرا نہ سکے۔ بلکہ خود پورے کرنے کے لئے تیار ہو جائے ۔

عدم تعاونی طبقہ کا نقصان رساں رویہ

مسلمانوں کا وہ طبقہ جو ہر بات میں گورنمنٹ کی مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور اسے اپنا بہت بڑا کارنامہ قرار دیتا ہے۔ اسے لالہ لاجپت رائے صاحب کے سے انتہا پسند ہندو کے حسب ذیل الفاظ بغور پڑھنے چاہئیں:-

"میں ہر معاملہ میں گورنمنٹ کی مخالفت کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ اور میری رائے ہے۔ کہ گورنمنٹ سے جس قدر امداد بھی ہم قومی تعمیر کے محکموں میں حاصل کر سکیں ہمیں ضروری حاصل کرنی چاہیئے"

(ملاپ ۱۹- اگست ۱۹۲۸ء)

اگر ہندو لیڈر باوجود ہندوؤں کے ہر رنگ میں مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہونیکے ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ جس قدر بھی گورنمنٹ سے امداد حاصل کر سکیں۔ حاصل کر لیں۔ تو مسلمانوں کے لئے ایک نہایت پسماندہ اور کمزور قوم ہوتے ہوئے گورنمنٹ کی ہر بات میں مخالفت کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ مسلمانوں کا عدم تعاونی طبقہ قطعاً اس کی پروا نہیں کرتا۔ اور روز بروز مسلمانوں کی تباہی کا سامان پیدا کر رہا ہے۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ مسلمان ایسے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ اور گورنمنٹ سے اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ اپنی کوشش اور سعی میں مصروف ہو جائیں ۔

نہرو کمیٹی میں مسلمانوں کی نیابت

نہرو کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق جس میں مسلمانوں کے حقوق کو لاپروائی سے نظر انداز کیا گیا ہے مسلمانوں کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوگی۔ کہ اسکے دس ممبروں میں سے صرف دو مسلمان تھے۔ اور یہ دونوں بھی کمیٹی کی تمام کارروائی میں شریک نہ رہے۔ جس کمیٹی میں مسلمانوں کی نیابت کا یہ حال ہو اسکی رپورٹ میں وہی کچھ ہونا چاہئیے تھا۔ جو ہوا۔ اول تو مسلمانوں کو اپنے نمائندے زیادہ تعداد میں منظور کرانے تھے۔ پھر نمائندے ایسے ہونے ضروری تھے۔ جو محنت اور مشقت سے کام کرتے۔ لیکن ان دونوں باتوں کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اب اگر مسلمان اس رپورٹ کے شائع ہو جانے پر بھی خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئے۔ اور انھوں نے مؤثر طریق سے اپنے مطالبات پیش نہ کئے۔ تو اس کا نہایت خطرناک نتیجہ رونما ہوگا

اشارات

ایک امیر" اور پھر "حضرت امیر قوم" کے لئے لاہور کے سے مقام میں گرمی کی شکایت کا کیا موقعہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جب پچھلے دنوں مولوی محمد علی صاحب کو ڈلہوزی سے لاہور تک ایک آدھ دن کے لئے عید منانے کی خاطر آنا پڑا۔ تو اس دور دراز کے کٹھن سفر کا انھوں نے اس طرح ذکر کیا۔

اگر میں اس بات میں کامیاب ہو سکوں۔ کہ کچھ آدمی ایسے مل جائیں۔ جو اس پر سختی سے کاربند ہوں۔ تو میرا یہ لمبا سفر اور ایک سرد جگہ سے ...... (" سرد جگہ" کے الفاظ زبان پر آتے ہی بے قرار ہو گئے۔ اس لئے تھوڑے وقفہ کے بعد پھر فرمایا) جلتی بھنتی جگہ میں آنا کام آگیا ۔

مولوی صاحب نے اپنا یہ بہت بڑا کارنامہ پیش کر کے ایک طرف تو ان لوگوں سے جنھیں اوغافلو غور کرو" کہکر خطاب کر رہے تھے۔ وہ بات منوانی چاہی۔ جسے کہتے کہتے وہ تھک گئے اور جسے سنتے سنتے ان کے خاص مخاطب اکتا چکے تھے۔ اور دوسری طرف اپنے "ناراض دوستوں" کو یہ کہہ کر منانے کا ذریعہ ٹھیرایا کہ "میں تو خدمت دین کے کام میں محض ایک مزدور کی حیثیت رکھتا ہوں۔ اس لئے میرے ساتھ کسی ناراضی کی وجہ سے خدمت دین کے کام سے انھیں ہٹنا نہیں چاہیئے ۔

معلوم نہیں۔ سننے والوں نے اپنے "امیر" کے اس بے نظیر کارنامہ کی کتنی قدر کی۔ اور "جلتی بھنتی جگہ" میں ایک آدھ دن ان کے ٹھیرنے پر ان سے کس قدر ہمدردی کا اظہار کیا۔ لیکن اس "مزدور کی حیثیت" ظاہر ہو گئی۔ جو ڈلہوزی سے لاہور آنے کو "لمبا سفر" قرار دیکر۔ اور لاہور میں رہنے والوں کے روبرو لاہور کو "جلتی بھنتی جگہ" کہکر اپنی نزاکت کا اظہار کرتا ہے۔ بحالیکہ وہ خود کسی سرد ملک کا باشندہ نہیں ۔

ایک طرف یہ شخص ہے۔ جس کے نزدیک لاہور میں چند گھنٹے گذارنا اتنی بڑی قربانی اور ایثار ہے۔ کہ وہ دوسروں کے سامنے فخریہ طور پر اس کا اظہار کرنے سے باز نہیں رہ سکا۔ اور اپنی یہ "قربانی" پیش کر کے چاہتا ہے۔ کہ اسے کچھ ہی آدمی ایسے مل جائیں جو اپنی آمدنیوں کا دسواں حصہ اسے دے دیا کریں۔ اور دوسری طرف وہ انسان ہے۔ جو اسی "سرد جگہ" سے اسی گرمی کے موسم میں "جلتی بھنتی جگہ میں" آکر دین کے دوسرے کاموں کے علاوہ چار پانسو افراد کے مجمع میں مسلسل روزانہ چار گھنٹے سے زیادہ فرش زمین پر بیٹھکر اور پسینہ میں شرابور ہو کر قرآن کریم کا درس دیتا ہے اور نہ صرف گرمی کی تکلیف کے متعلق ایک لفظ بھی زبان پر نہیں لاتا۔ بلکہ اس کام کو راحت جان سمجھتا اور اپنے سے زیادہ اپنے خدام کی تکلیف کا خیال رکھتا ہے۔ ان میں سے کس کو عیش پسند اور آرام طلب کہا جائیگا۔ اور کسے خدمت دین میں اپنے آرام و آسائش کو قربان کرنے والا سمجھا جائیگا ۔

اخبار مہاجر دیوبند (۲۴ر اگست) کا بیان ہے۔ کہ

پہلے مدرسہ دیوبند میں طلبار کا انگریزی پڑھنا۔ جلسہ کرنا فٹ بال کھیلنا نیچریت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اب یہ سب کچھ بڑے شوق سے کیا جاتا ہے۔ لیکن ۲ر اگست کو دارالعلوم کے طلبار نے جو کچھ کیا۔ وہ دارالعلوم کی سوانح نیچریت میں ہمیشہ تعجب کی نظر سے دیکھا جائیگا۔ وہ یہ تھا۔ کہ سہارنپور کے اسلامیہ کلب سے دارالعلوم دیوبند کے طلبا کے کلب نے ہنگامہ خیز میچ کھیلا ۔

اگر موجودہ زمانہ کی کھیلیں کھیلنا نیچریت ہے۔ تو کیا فرماتے ہیں۔ علمار دین۔ مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ اس زمانہ کی ایجادوں مثلاً ریل گاڑی۔ گھڑی وغیرہ کو استعمال میں لانا کیسا ہے۔ اور کیا دیوبند کے روشن دماغ علما کبھی ریل گاڑی پر سوار ہوئے ہیں۔ یا نہیں۔ جن لوگوں کی دماغی کیفیت یہ ہو۔ انکی راہ نمائی سوائے تباہی کے اور کیا نتیجہ پیدا کر سکتی ہے ۔

ریاست کوچین کی لیجسلیٹو کونسل نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ریاست کے سکولوں اور کالجوں میں ہندی لازمی قرار دی جائے۔ مسلمان ممبروں نے بھی اس ریزولیوشن کی تائید میں ووٹ دئے ۔

ہندو اخبارات ان مسلمان ممبروں کی تعریف کر رہے ہیں۔ اگر یہ بات ان کے نزدیک قابل تعریف ہے۔ تو ہندوستان کے ان حصوں میں جہاں زیادہ تر لوگ اردو بولتے ہیں۔ اردو کو لازمی زبان قرار دینے کے حق میں ووٹ دے کر ہندو ممبروں کو اس تعریف کا مستحق بننے کی تحریک کرنی چاہئے۔ کیا اسمبلی میں ہندو ممبر اردو کے حق میں ووٹ دینے کے لئے تیار ہونگے ۔

کسی ہندو ممبر کا اردو کے حق میں ووٹ دینا تو الگ رہا۔ اس سے بڑھ کر احسان ناشناسی کیا ہوگی۔ کہ وہ ہندو اخبار جنکی زندگی اردو کے بغیر محال ہے۔ وہ بھی اردو کی مخالفت کرتے رہتے ہیں

پیدائش عالم

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سونی پت)

اس زمانہ میں یہ دلچسپ سوال بھی اکثر مجالس میں پوچھا جاتا ہے۔ کہ خدا نے عالم کو کیوں پیدا کیا؟ عیسائی بھی اس کا ایک جواب دیتے ہیں۔ اور مسلمان بھی۔ مگر آریہ برخلاف ان کے خدا روح۔ مادہ جگہ اور وقت سب کو قائم بالذات مانتے ہیں۔ اس لئے ان کی طرف سے تو جواب ہی نفی میں ہے۔ کیونکہ وہ عالم کی سب چیزوں کو غیر پیدا شدہ مانتے ہیں۔ اور ایسی ہی ازلی اور ابدی جیسے خود خدا تعالےٰ کا وجود۔ اسلامی اعتقادات کے مطابق پیدائش عالم کی وجہ معلوم کرنے کے لئے ہمیں طبعاً قرآن مجید کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے جو تمام اعتقادات کا منبع اور کلام الٰہی مانا جاتا ہے۔ قرآن مجید اس سوال کا جواب دو حصوں میں دیتا ہے۔

(۱) پہلا حصہ یہ کہ تمام دنیا اور اس کے متعلقات اللہ تعالےٰ نے اس لئے پیدا کئے ہیں۔ کہ انسان ان سے فائدہ اٹھائے چنانچہ فرمایا جو کچھ ہم نے دنیا میں پیدا کیا ہے۔ نیز چاند اور سورج اور ستارے وغیرہ سب انسان کے فوائد کے لئے مسخر ہیں۔ اور اسی کے وجود کے نفع کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اس پر قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر جملہ اشیائے عالم انسان کیلئے ہیں۔ تو پھر انسان کس لئے پیدا کیا گیا ہے؟ اس کا جواب قرآن یہ دیتا ہے کہ

۲۔ انسان اس لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرے اور بس۔

ان دو باتوں سے یہ واضح ہو گیا۔ کہ آفرینش عالم انسان کے وجود کے قیام کے لئے ہے۔ اس کی علیحدہ اور خاص غرض کوئی نہیں۔ صرف اتنی ہے۔ کہ انسان اس سے فائدہ حاصل کرے۔ اور اپنا فرض ادا کرے۔ غرض انسان تمام عالم کا مخدوم اور مسجود ہے۔ اصل غرض انسان کا وجود ہے۔ اب اگر ہم کو انسان کی پیدائش کی غرض معلوم ہو جائے تو گویا عالم کی پیدائش کی غرض معلوم ہو گئی۔ سو اس غرض کو کسی مذہبی کتاب نے ایسے صاف اور واضح طور پر بیان نہیں کیا جیسے قرآن مجید نے۔ جو خدا تعالیٰ کی آخری اور بہترین کتاب ہے۔ فرمایا۔

"وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون"

ہم نے جن و انس کو پیدا ہی اس غرض کے لئے کیا ہے۔ کہ وہ ہماری عبادت کریں۔ یعنی جس طرح انسان تمام کائنات کا مخدوم اور مسجود ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ انسان کا مخدوم اور مسجود ہے۔ اور یہی غرض دراصل تمام مخلوقات کو وجود میں لانے کا باعث ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں سمجھو کہ ایک اکیلی ذات ہے۔ جس میں تمام اعلیٰ صفات موجود ہیں کوئی نقص یا عیب یا کمی اس میں نہیں پائی جاتی۔ اس کی قدرت لا انتہا ہے۔ اس کا حسن لازوال ہے۔ اس کا وجود ازل سے ہے اور ابد تک رہیگا۔ کبھی اسے فنا نہیں۔ ہر حسن ہر احسان بہتر سے بہتر اور اعلیٰ سے اعلیٰ اس میں پایا جاتا ہے۔ وہ سراسر محبت ہے۔ سراسر فضل ہے۔ سراسر کرم ہے۔ سراسر سخاوت ہے۔ سراسر رحم ہے۔ اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں۔ اس کے علم میں کوئی نقص نہیں۔ جو چاہے کر سکتا ہے۔ ہر شکستہ کی مرمت ہر مستغفر گنہگار سے درگذر۔ ہر نیکی کرنے والے پر انعام۔ ہر مانگنے والے پر بخشش۔ اس کے اختیار میں ہے۔ وہ ہر کمال کی قدردانی اور ہر فرمانبردار پر مہربانی کر سکتا ہے۔ ہر طالب کی ہر خواہش پوری کر دینے کی طاقت ہر آن اور ہر وقت رکھتا ہے۔ سمیع ہے بصیر ہے علیم ہے رحیم ہے۔ کریم ہے۔ سبحان ہے۔ رحمان ہے۔ رب بلکہ رب العالمین ہے۔ مالک بلکہ مالک یوم الدین ہے۔ محیط ہے۔ قدیر ہے حکیم ہے تواب ہے۔ بصیر ہے۔ ولی ہے نصیر ہے۔ عزیز ہے کلیم ہے۔ بدیع ہے رؤف ہے۔ شکور ہے غفور ہے۔ قریب ہے مجیب ہے حلیم ہے خبیر ہے۔ واسع بلکہ واسع المغفرۃ ہے۔ اول ہے آخر ہے ظاہر ہے باطن ہے۔ حي و قیوم ہے۔ علیٌ عظیم ہے۔ غنیٌ حمید ہے۔ مولیٰ ہے۔ وہاب ہے۔ حفیظ ہے۔ شہید ہے۔ رقیب ہے حسیب ہے۔ کبیر ہے۔ عفو ہے غفور ہے۔ علام الغیوب ہے قاہر اور فاطر ہے۔ شفیع ہے لطیف ہے۔ قوی ہے۔ حمیدٌ مجید ہے۔ مجیب ہے۔ فعال لما یرید ہے وال متعال ہے۔ جبار قہار رزاق غفار فتاح ہے۔ ملک ہے نور ہے۔ کریم ہے وارث ہے۔ کافی ہے شافی ہے۔ حکم ہے۔ ملیک مقتدر اور متین ہے۔ غالب ہے۔ قدوس ہے۔ سلام ہے۔ مومن ہے مہیمن ہے۔ متکبر ہے۔ خالق ہے۔ باری ہے۔ مصور ہے ہادی ہے۔ قائم بالقسط ہے۔ ودود ہے احد صمد لم یلد و لم یولد ہے۔ محی ہے ممیت ہے۔ بر ہے عظیم ہے۔ منعم ہے منتقم ہے۔ معز ہے مذل ہے۔ ذوالعرش العظیم اور ذوالفضل العظیم ہے۔ ذوالجلال والاکرام ہے ضار ہے نافع ہے۔ رشید ہے صبور ہے۔ غنی ہے مغنی ہے۔ پھر اسی کی ذات خیر الراحمین خیر الناصرین خیر الرازقین۔ خیر الفاتحین۔ خیر الغافرین۔ خیر الحاکمین اور خیر المنزلین ہے۔ وہی ہے جو یفعل ما یشاء اور علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔ اور کل یوم ھو فی شان ایسا خدا تھا اور اکیلا تھا۔ نہ اس سے پہلے کوئی چیز تھی۔ نہ اس کے برابر کوئی چیز تھی۔ نہ اس سے مستغنی کوئی چیز تھی۔ جو علیحدہ اپنا وجود یا اپنے صفات رکھتی ہو۔ پس اس سراسر حسن اور سراسر جمال اور سراسر کمال خداوند کی صفات نے تقاضا کیا۔ کہ کوئی ہمارا قدردان ہو۔ کوئی ہمارا دلدادہ ہو کوئی ہمارا فریفتہ ہو۔ حسن نے محبت کو چاہا۔ اور جمال نے عاشق کو طلب کیا۔ قدرت نے عرض کیا کہ مجھے قدردان کی ضرورت ہے رزاقیت نے کہا۔ کہ میرے جود وسخا کے لئے مرزوق درکار ہے۔ صفت خلق نے کہا کہ میرا جلوہ ظاہر کیجئے۔ رحم نے عرض کیا میں کس پر ابر کرم ہو کر برسوں۔ غفاریت نے التماس کیا کہ میرے لئے مستغفر کی ضرورت ہے۔ لائیے۔ ربوبیت کہنے لگی۔ کہ سب سے وسیع میرے عمل کا میدان ہے۔ وہ کہاں ہے اسے ظاہر فرمائیے غرض ہر صفت نے ذات باری سے اپنے ظہور کا تقاضا کیا۔ ہر اسم نے اپنے کمال کی داد چاہی۔ اور ہر حسن نے اپنے قدموں میں عشق کی نذر اور قربانی کا خراج طلب کیا۔ آخر جب صفات باری اور اسمائے الٰہی کے تقاضوں کی صدائیں اس طرح ذات باری کی درگاہ میں بلند ہوئیں۔ اور بارگاہ الوہیت میں ان تقاضوں کو حق بجانب قرار دیا گیا تو حکم ہوا کہ اچھا ہم تمہارے تمام مطالبات کو منظور کرتے ہیں اور عدم سے ایک ایسی چیز کو وجود میں لاتے ہیں جس پر تمہارے سب کے تقاضے پورے ہو جائیں۔ وہ خود ہماری صفات کا مظہر ہو۔ اور پھر ہماری ہر صفت اس پر جلوہ گری کرے۔ اسے ہم اپنی شکل و صفت پر پیدا کریں گے۔ تاکہ وہ قدردان بھی ہو اور سمجھ بھی سکے اور ہمارا تشبہ بھی اختیار کر سکے۔ اسے ہم اتنی عقل دیں گے۔ کہ وہ ہمارے ما سواسے تعلق قطع کرکے ہم سے اپنا تعلق جوڑے۔ اتنا علم دیں گے۔ کہ ہماری قدرت اور باریکیوں کو سمجھ سکے۔ اتنی محبت دیں گے۔ کہ ہم پر قربان ہو سکے۔ اتنی ہمت دیں گے۔ کہ مصائب کے پہاڑ ہوں تو منہ نہ موڑے۔ اور اتنی وسعت قابلیت اور ظرف دینگے کہ دائمی اور ابدی ترقی علم حکمت اور معرفت میں کرتا چلا جائے۔ میں اس کا مالک اور خدا ہونگا۔ اور وہ میرا بندہ اور غلام اپنے لحاظ سے وہ فانی اور نیستی محض ہوگا۔ اور میرے لحاظ سے وہ ایک زندہ وجود اس کی اپنی کوئی مرضی نہ ہوگی۔ بلکہ سراسر میری مرضی اور حکم پر چلیگا۔ وہ دنیا میں میرا قائم مقام اور خلیفہ ہوگا۔ اور جو کریگا میرے حکم اور میری فرمانبرداری کیلئے کریگا۔ اس کی زندگی۔ اس کی موت اس کا اٹھنا بیٹھنا اس کا کھانا اس کا پینا سب میرے لئے ہونگے۔ اس کی خاطر میں تمام عالم کو مسخر کر دونگا۔ وہ ہر چیز کا مسجود ہوگا۔ اور میں اس کا مسجود۔ میں اپنی تمام صفات کا اظہار اس کے سوا اور تمام مخلوقات پر بھی کرونگا۔ مگر میرا خلیفہ اس کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ میں اپنے اسماء کے فیض سے ہر مخلوق کو حصہ دونگا۔ مگر میرا عاشق اس کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ میرا فیض سے ہر مخلوق کو بہرہ یاب کرونگا۔ مگر علیٰ وجہ البصیرت میرا قدردان اس کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ میں ذرہ ذرہ کا رب ہونگا۔ پھر ہر ذرہ میری تسبیح کریگا۔ مگر عبودیت کا مقام سوائے اس کے اور کسی کو عطا نہ ہوگا۔ اور اس درجہ اور مقام کیلئے میں اس کو پیدا کروں گا۔ میرا وجود ہر قسم کی کمزوری اور مجبوری سے بے نیاز اور بالاتر خدا ہوں۔ مجھے مخلوق کی طرف کوئی حاجت اور ضرورت نہیں۔ مگر میرا حسن میرا جمال میری صفات کا ملہ تقاضا کرتی ہیں۔ کہ ان کا ظہور ہو۔ ان کی قدردانی ہو۔ انکا تشبہ ہو۔ انکا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی

از محترمہ زکیہ خاتون صاحبہ مونگھیر

(۱)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بانیٔ اسلام کی مقدس زندگی کے حالات بیان کرنے کے لئے کسی مضمون کے چند اوراق کسی طرح کافی نہیں ہو سکتے۔ میں اس وقت آنحضرت صلعم کی سیرت کے صرف ایک پہلو کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرنا چاہتی ہوں۔

پاکیزہ زندگی کا مفہوم اسلام میں

سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئیے۔ کہ پاکیزہ زندگی کے کیا معنی ہیں۔ مختلف مذاہب نے پاکیزہ زندگی کا جو معیار قائم کیا ہے۔ اس میں اکثر ٹھوکر کھائی ہے۔ مثلاً مسیحیت نے رہبانیت کو پاکیزگی کا اعلیٰ معیار قرار دیا ہے۔ بدھ مذہب اور ہندو مذہب میں بھی دنیا کو ترک کرنا۔ اپنے آپ کو بیجا طور پر دکھ میں ڈالنا عمدہ غذا اور لباس ترک کرنا شادی نہ کرنا وغیرہ پاکیزگی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ سمجھا گیا ہے۔ لیکن عملاً یہ تعلیم کبھی پاکیزگی کا ذریعہ ثابت نہیں ہوئی۔ ترک دنیا کا دعویٰ کرنے والوں کی تو کمی نہیں لیکن درحقیقت دنیا کو چھوڑ دینے والے ہزار میں ایک بھی مشکل سے ہونگے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ یہ ایک غیر فطرتی تعلیم ہے۔ جو قابل عمل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام جو انسان کی صحیح فطرت کے مطابق ہے کہتا ہے۔ لا رھبانیۃ فی الاسلام (اسلام میں رہبانیت نہیں ہے) پھر قرآن کریم میں آتا ہے۔ قل من حرم زینۃ اللّٰہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق ط (کہدے کس نے حرام کردی زینت اللہ کی جو بنائی اس نے اپنے بندوں کی خاطر اور پاکیزہ چیزیں رزق میں سے) یعنی پاکیزگی اس میں نہیں ہے۔ کہ دنیا سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور اللہ تعالےٰ کی پیدا کی ہوئی نعمتوں سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔ اور بلا وجہ دکھ کی زندگی بسر کرو۔ بلکہ پاکیزگی یہ ہے۔ کہ دنیا سے تعلقات بھی رکھو۔ اللہ تعالےٰ کی پیدا کی ہوئی نعمتوں سے فائدہ بھی اٹھاؤ۔ مگر اس میں الجھ کر اپنے خالق و مالک کو بھول نہ جاؤ۔ ہر وقت اور ہر کام میں اللہ تعالےٰ کے احکام اور اس کی مرضی کو پیش نظر رکھو۔ جو کچھ کرو خدا کے حکم کے مطابق کرو۔ اپنے جذبات پر قابو رکھو۔ اور مناسب موقعہ ان سے کام لو۔ بے موقعہ کوئی کام مت کرو۔ اسلام کا اصول ہے۔ کہ وہ تمام طاقتیں جو انسان کے اندر اللہ تعالےٰ نے رکھی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی بری یا بیکار نہیں ہے۔ ہر طاقت کا مناسب موقعہ پر استعمال کرنا نیکی ہے۔ اور اسی طرح ہر طاقت کا بے موقعہ استعمال گناہ ہے۔ ہمیشہ موقع بے موقعہ صرف نرمی حلم اور عفو سے کام لینا اعلیٰ اخلاق نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح بعض اوقات دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ مجرم کو جرائم پر دلیری ہوتی ہے۔ اس قسم کے بہت سے خطرناک نتیجے پیدا ہوتے ہیں۔ اعلیٰ اخلاق کے معنی یہ ہیں۔ کہ موقعہ کے مناسب کارروائی کی جائے۔ جہاں معاف کرنا مفید ہو۔ وہاں معاف کیا جائے۔ جہاں سزا دینا فائدہ مند ہو یا معاف کرنے سے دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہو وہاں سزا دینی چاہئیے۔ کیونکہ دوسروں پر ظلم کرکے رحم نہیں کیا جا سکتا۔ اگر حاکم ایک چور کو رحم کرکے معاف کر دیتا ہے۔ تو اس نے رحم نہیں بلکہ ظلم کیا ہے۔ کیونکہ چور کو معاف کرنے سے اس شخص کی حق تلفی ہوتی ہے۔ جس کا مال چوری ہوا تھا۔ غرضکہ اخلاق کی تکمیل اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جبکہ محبت رحم حلم عفو غضب انتقام وغیرہ تمام قوتوں کو ضرورت کے مطابق استعمال کیا جائے۔ اسی لئے اسلام نے اخلاق و روحانیت کے حصول کے لئے دنیا کو ترک کرنا نہیں۔ بلکہ دنیا سے تعلقات رکھنا ضروری قرار دیا ہے۔ کیونکہ دراصل انسان کا کمال یہی ہے۔ کہ دنیا سے تعلقات رکھنے کے باوجود پاک زندگی بسر کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے۔

رسول کریم کا کامل نمونہ

قرآن شریف نے رسول کریم صلعم کو کسی خاص طبقہ یا کسی ایک قوم کے لئے نہیں۔ بلکہ تمام نوع انسانی کے لئے ایک کامل نمونہ کے طور پر پیش کیا۔ لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ یعنی تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات بہتر نمونہ ہے۔

آپ کی ذات کامل ہر قوم اور ہر فرد کے لئے حیات انسانی کے تمام مدارج اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے جس طرح ایک عابد و زاہد کی عبادت اور زہد و تقویٰ کیلئے آپ کی زندگی ایک نمونہ ہے۔ اسی طرح ایک صاحب اہل و عیال اپنی معاشرتی زندگی کی درستگی کے لئے ایک کاروباری انسان اپنے معاملات کی اصلاح کے لئے آپ کے اسوۂ حسنہ سے فیض حاصل کر سکتا ہے۔ آپ کی حیات طیبہ حاکم و محکوم بادشاہ و رعایا سب کے لئے نمونہ ہے۔ ایک جج اپنی کرسی عدالت پر بیٹھا ہوا اپنے نازک فرائض کی انجام دہی کے لئے ایک جرنیل میدان جنگ کی دشواریوں میں اور ایک سیاست داں معاملات ملکی کی پیچیدگیوں میں آپ کے مقدس نمونہ کو شمع راہ بنا سکتا ہے غرض نبی کریم صلعم کی مبارک زندگی ایسے حالات پر مشتمل ہے۔ کہ دنیا کی اخلاقی۔ روحانی۔ معاشرتی۔ تمدنی۔ سیاسی۔ اقتصادی اور بین الاقوامی ہر قسم کی ضروریات کے لئے آپ کا عملی نمونہ موجود ہے۔ اور یہ ایک ایسی خصوصیت ہے۔ جو دنیا کے کسی نبی و رسول ہادی و مصلح کی زندگی میں نہیں پائی جاتی۔ وہ کامل و اکمل تعلیم جو قرآن کریم دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کی ذات اقدس اس کا کامل عملی نمونہ ہے

پھر ایک اور خصوصیت آپ کو یہ حاصل ہے۔ کہ آپ کے صحیح حالات پوری تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ نہ صرف آپ کی زندگی کے اہم واقعات بلکہ روزانہ معمولات کے متعلق جزئی تفصیلات بھی شرح و بسط کے ساتھ محفوظ ہیں۔ اس لئے آپ کی پاک زندگی جس طرح تیرہ سو سال قبل کے لوگوں کے لئے نمونہ تھی۔ آج تیرہ سو سال بعد کے لوگوں کے لئے بھی نمونہ ہے ؂

آپ کا زمانہ طفولیت

وہ زمانہ جبکہ رسول کریم صلعم دنیا میں تشریف لائے۔ برائیوں اور بداخلاقیوں کی وجہ سے ایک تاریک ترین زمانہ تھا۔ ساری مخلوق اپنے خالق و مالک سے روگرداں ہو کر اور خدائے واحد کو چھوڑ کر بت پرستی اور مخلوق پرستی میں مشغول تھی۔ کہیں چاند سورج اور عناصر کی پرستش ہوتی تھی۔ کہیں اپنے ہاتھوں سے بے جان پتھروں کی مورتیں بنا کر ان کے آگے سر عبودیت خم کئے جاتے۔ اور کہیں انسانوں کے بیٹوں کو خدا اور خدا کے بیٹے بنایا جاتا۔ مذاہب تو دنیا میں بہتیرے موجود تھے۔ مگر ان کی حالت اس قدر بگڑ چکی تھی۔ کہ وہ دنیا کی اصلاح کے لئے کوئی اثر نہیں رکھتے تھے۔ اور نوع انسانی برائیوں اور بداعمالیوں میں سراپا غرق تھی۔ یوں تو ساری دنیا کی یہی حالت تھی۔ لیکن بالخصوص عرب جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مولد و مسکن تھا اس کی حالت نہایت درجہ خراب تھی۔ جہالت و بت پرستی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ شراب خوری دن رات کا مشغلہ تھا۔ لوٹ مار قتل و غارتگری اور ہر طرح کی برائیوں اور بے حیائیوں کی کثرت تھی۔ لیکن محمد رسول اللہ صلعم کی فطرتی پاکیزگی نے آپ کو بچپن ہی سے ہر قسم کی ناپاکیوں سے قطعاً پاک رکھا۔

آپ کے انہی پسندیدہ اطوار کی وجہ سے آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کو بہت زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ صحن کعبہ میں عبدالمطلب فرش بچھا کر بیٹھتے تھے۔ اور کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ اس فرش پر ان کے ساتھ بیٹھ سکے۔ خود عبدالمطلب کے اپنے لڑکے بھی ہٹ کر بیٹھتے تھے۔ آپ کے چچا بعض اوقات آپ کو فرش پر بیٹھنے سے روکتے۔ تو عبدالمطلب ان کو روک دیتے کہ تم اسے کچھ نہ کہو ؂

آپ کے چچا ابو طالب جو عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ کے کفیل تھے۔ شہادت دیتے ہیں۔ کہ

"میں نے نہیں دیکھا۔ آپ کو جھوٹ بولتے ہوئے۔ یا ہنسی مذاق کرتے ہوئے۔ نہ جاہلیت کے کام کرتے ہوئے۔ اور نہ بازاری لڑکوں کے ساتھ میل جول کرتے ہوئے"

بارہ سال کی عمر میں آپ نے اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ

شام کی طرف سفر کیا۔ شام کے راستہ میں بُصریٰ ایک جگہ ہے۔ وہاں ایک عیسائی راہب رہتا تھا۔ جس کا نام بحیرا تھا جب یہ قافلہ اس کی خانقاہ کے پاس پہونچا تو اس نے اپنے قیافہ سے آپ کو پہچان لیا۔ اور اس سے ابوطالب کو اطلاع دی۔ اور ابو طالب کو نصیحت کی کہ آپ کو اہل کتاب کے شر سے محفوظ رکھیں آپ میں نیکی اور پاکیزگی کے آثار ایسے نمایاں تھے۔ کہ راہب نے آپکو دیکھتے ہی نبوت کی علامات کو مشاہدہ کر لیا۔ اور وہ سمجھ گیا کہ یہ آثار نبوت کے آثار ہیں۔ اور یہی بچہ دنیا کی اصلاح کے عظیم الشان منصب پر فائز ہونے والا ہے۔

آنحضرت صلعم کا زمانہ جوانی قبل از نبوت

نبوت سے قبل بھی آپ کی پاکیزگی راستبازی اور دیانتداری کو ساری قوم مانتی تھی۔ کاروبار تجارت میں اکثر لوگوں کے ساتھ آپ کے معاملات ہوتے تھے۔ اور وہ سب آپ کی دیانتداری اور صفائی معاملہ کی شہادت دیتے ہیں۔ چنانچہ سائب ایک شخص تھے۔ وہ جب مسلمان ہوئے تو بعض لوگوں نے آنحضرت صلعم کے سامنے ان کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا "میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں" سائب نے عرض کی "آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ ایک دفعہ تجارت میں میرے ساتھ شریک تھے۔ اور آپ نے ہمیشہ نہایت صاف معاملہ رکھا" اسی طرح عبداللہ آپ کے ایک صحابی تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ نبوت سے قبل میں نے آنحضرت صلعم کے ساتھ کوئی معاملہ کیا۔ مگر ابھی بات ختم نہ ہوئی تھی۔ کہ مجھے ایک اور طرف جانا پڑا۔ جاتے ہوئے میں آپ سے عرض کر گیا۔ کہ آپ ذرا ٹھہریں میں ابھی آتا ہوں۔ مگر میں یہ وعدہ بھول گیا۔ اور تین دن گذر گئے تیسرے دن جب میں وہاں گیا تو آنحضرت صلعم وہاں کھڑے تھے۔ مگر آپ نے سوائے اس کے مجھے کچھ نہیں کہا۔ کہ "تم نے مجھے تکلیف میں ڈالا ہے۔ میں یہاں تین دن سے تمہارے انتظار میں ہوں" یہ پابندیٔ عہد کی حیرت انگیز مثال ہے۔ اسی قسم کے واقعات کی وجہ سے اہل مکہ آپ کو امین کے نام سے پکارتے تھے ؛

آپ کی دیانتداری اور خوش معاملگی کا شہرہ سن کر حضرت خدیجہ نے جو مکہ کی ایک نہایت شریف معزز اور مالدار خاتون تھیں اپنے دوسرے رشتہ داروں کی موجودگی کے باوجود آپ کو اپنے مال کی تجارت کے لئے پسند کیا۔ اور اپنا سامان تجارت دیکر شام کی طرف تجارت کیلئے بھیجا۔ جس میں آپ کی برکت اور دیانتداری کے طفیل اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت منافع ہوا۔ اور آپ نہایت کامیاب ہو کر واپس آئے۔ حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ جو سفر میں آپ کے ہمراہ تھا۔ اس نے بھی واپس آکر حضرت خدیجہ کے سامنے آپ کی صفائی معاملہ دیانتداری اور پاکیزہ روی کی شہادت دی چنانچہ آپ کی انہیں خوبیوں کیوجہ سے حضرت خدیجہ نے جو اس وقت بیوہ تھیں۔ باوجود دوسری جگہوں سے نکاح کا پیغام آنے کے خود آنحضرت صلعم کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔ جسے آپ نے اپنے چچا ابوطالب کے مشورہ کے بعد قبول کر لیا۔ اور اس کے بعد آپ کی شادی حضرت خدیجہ کے ساتھ ہو گئی۔ شادی کے وقت حضرت خدیجہ کی عمر ۴۰ سال تھی۔ اور آنحضرت صلعم کی عمر ۲۵ سال تھی۔ ۲۵ سال کی عمر میں جو عین شباب کا زمانہ ہے ایک ۴۰ سال بیوہ سے شادی کرنا آپ کے نفس کی پاکیزگی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ نے شادی کے بعد ان کے ساتھ قریباً ۲۵ سال پوری وفاداری محبت اور حسن وخوبی کے ساتھ گذارے۔ اور ان کی زندگی میں کوئی دوسری شادی نہ کی۔ حالانکہ ملک میں ایک سے زیادہ شادیوں کا رواج بہت عام تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے تمام طبعی جذبات پر پورا قابو حاصل تھا۔ اور آپ کی معاشرتی زندگی نہایت پاکیزہ تھی۔

آپ کی قوم کو آپ پر جو اعتماد تھا۔ اور آپ کے دانشمند ہمدرد قوم ہونے کے متعلق جو یقین تھا۔ اس کا اس واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے جو آپ کی نبوت سے قبل ۳۵ سال کی عمر کا واقعہ ہے۔ چونکہ کعبہ کی عمارت کو کسی وجہ سے نقصان پہونچ گیا تھا۔ اس لئے قریش نے اسے گرا کر نئی عمارت تعمیر کی۔ دوران تعمیر میں جب حجراسود کو اپنی جگہ پر رکھنے کا وقت آیا۔ تو قریش میں اس بات پر سخت جھگڑا ہوا۔ کہ کونسا قبیلہ اس کو اپنی جگہ پر رکھے۔ ہر قبیلہ اس عزت کو اپنے لئے چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ لڑنے مرنے کو تیار ہو گئے۔ اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق ایک خون سے بھرے ہوئے پیالہ میں انگلیاں ڈبو کر سب نے قسمیں کھائیں۔ کہ لڑ کر مر جائیں گے۔ مگر اس عزت کو اپنے قبیلہ سے باہر نہ جانے دینگے۔ اس جھگڑے کی وجہ سے تعمیر کا کام بھی کئی دن تک رکا رہا۔ آخر ابوامیہ بن مغیرہ نے تجویز پیش کی۔ کہ جو شخص سب سے پہلے دروازہ کے اندر آتا دکھائی دے وہ اس معاملہ میں حکم یعنی ثالث ہو کر فیصلہ کرے۔ سب لوگوں نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔ خدا کی قدرت لوگوں کی آنکھیں جو اٹھیں تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ محمد صلعم تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کو دیکھ کر سب پکار اٹھے امین ! امین !! اور سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم سب اس کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ جب آپ نزدیک آئے۔ تو انہوں نے آپ سے تمام واقعہ بیان کیا۔ اور فیصلہ چاہا۔ آپ نے اللہ تعالےٰ کی تائید اور نصرت سے وہ فیصلہ فرمایا۔ کہ سب سرداران قریش دنگ رہ گئے۔ اور آفریں پکار اٹھے۔ آپ نے ایک چادر لی اور اس پر حجراسود کو رکھ دیا۔ اور تمام قبائل قریش کے سرداروں کو اس چادر کے اٹھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب نے ملکر چادر کو اٹھایا اور کسی کو بھی شکایت نہ رہی۔ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تصویری زبان میں اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ عرب کے مختلف قبائل جو اب برسرپیکار ہیں۔ اس پاک وجود کے ذریعہ سے ایک مرکز پر جمع ہونگے۔ جب حجراسود کی اصلی جگہ کے قریب چادر پہونچی۔ تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے اسے اٹھا کر اس کی اصلی جگہ پر رکھ دیا۔ اور اس طرح آپ کی دانشمندی اور حسن تدبیر سے قوم ایک خطرناک جنگ سے بچ گئی۔ اتنے بڑے اہم معاملہ میں جس کیلئے ساری قوم لڑ کر مر جانے کو تیار تھی۔ سب لوگوں کا آنحضرت صلعم کو ثالث بنانے اور آپ کے فیصلہ کو منظور کرنے کے لئے نہایت خوشی کے ساتھ راضی ہو جانا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آپ کی قوم آپ پر پورا اعتماد رکھتی تھی۔ وہ لوگ، جانتے تھے۔ کہ آپ دانشمندی کے ساتھ فیصلہ کریں گے۔ اور کسی کی بے جا رعایت نہیں فرمائیں گے ؛

دشمنوں کی گواہی

اب آپ کی راستبازی اور صداقت شعاری کے متعلق چند شدید دشمنوں کی گواہی بھی سن لیجئے۔

ابوجہل جیسا دشمن جو آپ کے خون کا پیاسا تھا۔ اس نے آپ کے زمانہ نبوت میں ایک دفعہ آپ کو مخاطب کر کے کہا۔ "ہم تجھ کو جھوٹا نہیں کہتے۔ بلکہ اس بات کو جھوٹا کہتے ہیں۔ جو تو لایا ہے"

النضر بن الحارث سخت دشمنوں میں سے تھا۔ لیکن جب اس نے کسی شخص کو یہ کہتے سنا "نعوذ باللہ محمد صلعم جھوٹا ہے۔ تو بے اختیار بولا "تحقیق محمد ہم ہی میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ اور تم سب میں سے زیادہ پسندیدہ اخلاق والا تھا۔ اور سب سے زیادہ راست گفتار تھا۔ اور سب سے زیادہ امین تھا۔ اور اس کے متعلق تمہاری یہی رائے رہی۔ یہاں تک کہ جب تم نے اس کی زلفوں میں سفیدی دیکھی۔ یعنی وہ بوڑھا ہو گیا۔ اور وہ لایا تمہارے پاس جو کچھ بھی لایا۔ تو تم یہ کہنے لگے کہ وہ ساحر ہے نہیں خدا کی قسم وہ جھوٹا تو ہرگز نہیں ہے" اس کا بھی وہی مطلب تھا جو ابوجہل نے کہا تھا۔ کہ ہم محمدؐ کو جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اس کے لائے ہوئے دین کو جھوٹا کہتے ہیں۔

امیہ بن خلف بھی آنحضرت صلعم کا سخت دشمن تھا لیکن جب ایک شخص نے اس کو یہ خبر سنائی۔ کہ آنحضرت صلعم نے تیرے قتل کی پیش گوئی کی ہے۔ تو اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ اور اس نے گھر جا کر اپنی بیوی سے یہ ذکر کیا۔ اور کہا "خدا کی قسم محمدؐ جب کوئی بات کہتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا ہے"

ابوسفیان ہرقل قیصر روم کے سامنے پیش ہوا۔ تو ہرقل نے اس سے آنحضرت صلعم کے بارے میں پوچھا۔ کہ کیا تم نے اس نبی کے دعوے سے پہلے اس کا کوئی جھوٹ دیکھا ہے؟ ابوسفیان اس وقت آنحضرتؐ سے برسرپیکار تھا۔ مگر وہ بھی اس کے جواب میں

سوائے "نہیں" کے کچھ نہیں کہہ سکا۔

پھر تمام کفار قریش کی متفقہ گواہی بھی سن لیجئے جب آپ نے ان لوگوں کو دعوت اسلام کے لئے جمع کیا۔ اور ان سے کہا کہ "اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کی پچھلی وادی میں ایک لشکر ہے۔ جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا تم میری بات مان لوگے؟" تو سب نے کہا "ہاں! کیونکہ ہم نے تجھ کو ہمیشہ سچا پایا"

پیاری بہنو! یہ ان شدید ترین دشمنوں کی گواہی ہے۔ جو اپنی تمام طاقتوں اور ہر ممکن طریقہ کے ساتھ اسلام کو نیست و نابود کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ اور جنہوں نے آپ کو اور آپ کے ماننے والوں کو دکھ اور تکلیف دینے میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی تھی۔ وہ آپ کے مخالف تھے۔ دشمن تھے۔ اور آپ کے لائے ہوئے دین کا انکار کرتے تھے۔ مگر آپ کو جھوٹا کہنے کی ان میں طاقت نہ تھی۔

حضرت خدیجہ کی شہادت

ایک قابل غور شہادت وہ ہے جو آپ کی بیوی حضرت خدیجہ نے دی تھی جس وقت آپ پر پہلی بار وحی الٰہی کا نزول ہوا۔ تو آپ گھبرا گئے۔ اور حضرت خدیجہ سے فرمایا مجھے تو اپنے نفس کے متعلق ڈر پیدا ہو گیا ہے۔" حضرت خدیجہ نے یہ سن کر فرمایا "ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ رشتہ داروں کے ساتھ نہایت اعلیٰ برتاؤ کرتے ہیں۔ راست گفتار ہیں۔ لوگوں کے بوجھ بٹاتے ہیں۔ آپ نے ان نیک اخلاق کو اپنے اندر جمع کیا ہے۔ جو لوگوں میں مفقود ہیں۔ آپ مہمان کی عزت اور خاطر و تواضع کرتے ہیں۔ اور حق کی راہ میں لوگوں کے مددگار بنتے ہیں۔"

آپ کی پاکیزگی اور اخلاق حسنہ کے متعلق یہ اس بیوی کی شہادت ہے۔ جو ۱۵ سال سے آپ کی رفیق زندگی تھی۔ بیوی سے بڑھکر انسان کا کون رازداں ہو سکتا ہے۔ بیوی ایک ایسی ہستی ہے جو انسان کے سارے حالات اور اس کے اندرونی اخلاق سے واقف ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی شہادت ایک بہت ہی زبردست شہادت ہے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک برا اور بداخلاق آدمی دوسروں کے درمیان نیک۔ خوش اخلاق اور راستباز بنا رہے۔ لیکن اپنے گھر میں اپنی بیوی اور اپنے بچوں کے درمیان بناوٹ قائم نہیں رہ سکتی۔

قرآن کا چیلنج

قرآن کریم نے آپ کی پاکیزہ زندگی کے متعلق تمام کافروں کو ان زبردست الفاظ میں چیلنج دیا

فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔

یعنی اس دعویٰ نبوت سے قبل میں نے چالیس سال کی طویل عمر تمہارے درمیان گذاری ہے۔ تم نے کبھی مجھ میں کوئی برائی دیکھی یا کبھی جھوٹ بولتے دیکھا؟ اب کیا تمہیں عقل و سمجھ نہیں ہے۔ تم یہ نہیں سوچتے۔ کہ جس شخص نے انسانوں کے ساتھ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ وہ یکایک خدا پر کس طرح جھوٹ باندھنے لگ جائے گا؟

گویا علی الاعلان تمام مخالفوں کو کہدیا گیا۔ کہ میری گذشتہ زندگی پر غور کرو۔ آخر میری تمام عمر تمہیں لوگوں کے درمیان گذری ہے۔ تمہاری ہی آنکھوں کے سامنے بچے سے جوان اور جوان سے بوڑھا ہوا۔ تم میرے حالات سے بخوبی واقف ہو۔ تم ڈھونڈو اور تلاش کرو۔ اور میری کوئی ایک برائی بھی پیش کرو۔

لیکن اس چیلنج کے جواب میں ساری قوم خاموش رہی کوئی شخص بھی آگے بڑھکر یہ نہیں کہتا۔ کہ تو نے فلاں موقعہ پر جھوٹ بولا تھا۔ یا تجھ میں فلاں اخلاقی نقص ہے۔ یہ ایک عظیم الشان دلیل ہے۔ جو اکیلی ہی آپ کی پاکیزگی ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔ کیسی پاکیزہ اور سراپا صدق و راستی تھی وہ زندگی جس کے خلاف اس قدر کثیر التعداد مخالفوں اور دشمنوں میں سے کسی ایک فرد کو بھی لب کشائی کا موقعہ نہ تھا صلی اللہ علیہ وسلم

عزیزہ حمیدہ خاتون کی تعزیت پر شکریہ احباب

میری تیسری اور آخری لڑکی عزیزہ حمیدہ خاتون خورشید کی وفات پر احباب نے جس اخلاص اور محبت کیساتھ مجھ سے اور میرے خاندان سے اظہار ہمدردی کیا ہے۔ اس کی کیفیت اور اثر کو ہم کبھی نہیں بھول سکتے۔ تعزیت کے خطوط اور تاروں نے میرے قلب حزیں کو قوت دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اور حضرت ام ناصر نے ڈلہوزی سے خبر وفات پاتے ہی تار کے ذریعہ تسکین دی۔ دارالامان کے ساکنین نے فوراً تشریف لا کر ہر طرح میری ہمدردی کی۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ اخوت اسلامی کی ایک لہر تھی جو قلوب میں دوڑ رہی تھی۔ اور وہ سکینت اور اطمینان کے جذبات کو پیدا کرتی تھی۔

باہر سے اب تک خطوط کا سلسلہ جاری ہے۔ میں ان تمام تعزیت ناموں کیلئے فرداً فرداً احباب کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا اس لئے الفضل کے ذریعہ اپنے جذبات تشکر کا اظہار کرتا ہوں۔

میرے دلی دوستوں نہیں نہیں بھائیوں نے صبر اور حوصلہ کی تلقین کی ہے۔ ان کا یہی فرض تھا۔ مگر میں سچ کہتا ہوں۔ کہ میرے ایمان و عمل میں مرحومہ کیلئے غم و فکر اسی وقت تک جائز تھا جب تک کوئی تدبیر اور چارہ کار اس کی زندگی کے لئے ہو سکتا تھا۔ جب مشیت ایزدی اور قضاء ربانی صادر ہو گئی۔ تو پھر مومن سکینت اور اطمینان کے لئے اس وقت اور عرصہ کا انتظار نہیں کرتا۔ جو طبعی طور پر ایک وقت گذرنے کے بعد اضطراراً حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ مومن تو اسی وقت سکینت و اطمینان سے اپنے قلب کو معمور پاتا ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس نے اس فضل اور نعمت سے مجھے اور میرے متعلقین کو بہرہ وافر بخشا۔

خاندان نبوت کی ہمدردی ایک ایسی دولت ہے۔ کہ وہ سکون قلب کی گمشدہ نعمت کو فوراً واپس لاتی ہے۔ حضرت ام المومنین اور خاندان کے تمام ممبروں نے فرداً فرداً ہمارے قلب محزوں کو نفس مطمئنہ سے بدل دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ڈلہوزی سے تشریف لائے اور نہایت شفقت سے استفسار حالات وفات فرماتے رہے۔ اور فرمایا کہ "علالت کا خط پہونچتے ہی میں نے ارادہ کر لیا تھا۔ کہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو لیکر خود علاج کے لئے جاؤں گا۔" گو خدا کی مشیت نے وہ موقعہ باقی نہ رہنے دیا۔ مگر حضور کی یہ ہمدردی اور یہ کرم فرمائی جس شخص اور جس قوم کو حاصل ہو۔ اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہو سکتا ہے۔

عزیز مکرم مولوی مطیع الرحمٰن صاحب صوفی بنگالی مبلغ امریکہ کو اپنے اس لمبے سفر میں جو اشاعت اسلام کے لئے انہوں نے مجاہد اسلام ہو کر کیا ہے۔ یہ صدمہ بہت بڑا صدمہ ہے۔ مگر انہوں نے جس حوصلہ اور صبر کے ساتھ رضا بالقضاء کا ثبوت دیا ہے۔ وہ بجائے خود قابل قدر ہے۔ عزیز مکرم کو اپنی اہلیہ کی وفات کا تار لنڈن میں ملا۔ اور انہوں نے بڑے صبر اور حوصلہ سے راضی برضا رہ کر ہم سب کو مستقیم الاحوال رہنے کی ہدایت کی۔ اللہ تعالےٰ اس سفر میں اس صدمہ پر صبر جمیل کے صلے میں ان پر کامیابی کے دروازوں کو کھولدے۔ آمین۔

مرحومہ کے متعلق ایک مفصل مضمون میں لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مرحومہ کی وفات شہادت ہے۔ وہ اشاعت اسلام اور تبلیغ سلسلہ کے لئے ایک خاص جوش رکھتی تھی۔ باوجود اپنی علالت کے اپنے شوہر مولوی مطیع الرحمٰن صاحب کے لئے امریکہ کے سفر میں تعویق اور توقف کو جائز نہ رکھا۔

مرحومہ نے تین بچے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک لڑکا اور دو لڑکیاں۔ چھوٹی لڑکی ۳۰ جون ۱۹۲۸ء کو پیدا ہوئی ہے میں ایک بار اور اپنے تمام احباب اور مخدوم و محسن بزرگوں کا اس ہمدردی اور تعزیت کے لئے اپنے خاندان کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ مرحومہ کی ترقی مدارج اور اس کی اولاد کے سعادت و نیکی کے ساتھ کامیاب اور خادم سلسلہ زندگی کے لئے دعا کریں۔ مرحومہ مقبرہ بہشتی میں آرام کرتی ہے۔ اور اس کی روح اپنے بچوں کی بہترین تعلیم و تربیت کا ہم سے مطالبہ کر رہی ہے۔ پس دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین

خادم عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان

حضرت ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب مرحوم

قاضی صاحب مرحوم اللہ تعالےٰ انہیں جنت میں بلند مقامات عطا فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پورانے خادموں میں سے تھے۔ ان کو یہ فخر حاصل ہوا۔ کہ ان کے خاندان کی چار پشتوں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پایا۔ اور ایمان لانے والے ہوئے۔ کیونکہ ان کے والد مرحوم احمدی تھے۔ اور ان کے بیٹے اور پوتے بھی حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے تھے۔ جماعت کے اکثر دوست جنھیں امرتسر جانے کا اتفاق ہوتا۔ ان کے پاس ٹھیرتے اور وہ حتے الوسع سب کی مہمان نوازی کی خدمت بجالاتے۔ وفات سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے انھوں نے مجھے اپنی نسل کے ایک سو دو نفوس گِن کر تبلائے۔ پھر اللہ تعالےٰ کے فضل سے آپکی اولاد کے تمام نوجوان معزز اور اچھے عہدوں پر ممتاز بااخلاق اور شریف الطبع ہیں۔ آپ کے اکثر پوتے اور پوتیاں تعلیم حاصل کرنے کے واسطے آپ کے مکان پر امرتسر میں ہی رہتے رہے ہیں۔ ان بچوں کا باہمی سلوک اور محبت اور شریفانہ رویہ جو ڈاکٹر صاحب مرحوم کی زیر تربیت تھا۔ ہمیشہ دیکھنے والوں پر ایک خاص اثر کرتا تھا۔

میری پہلی ملاقات مرحوم سے اس وقت ہوئی تھی جبکہ آپ لاہور کے پاگل خانہ کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ اُن دنوں ڈاکٹر صاحب کے ہاں ایک لیڈی پاگل خانہ کے ملاحظہ کے واسطے آئی تھی۔ جسے اس بات کا بڑا ملکہ تھا۔ کہ کسی کی تصویر دیکھکر تبلایا کرتی تھی۔ کہ یہ کس مزاج کا مرد یا عورت ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے اُسے حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دکھائی اُس نے اس تصویر کو دیکھکر جھٹ کہا۔ یہ تو کسی اسرائیلی نبی کی تصویر معلوم ہوتی ہے۔

مرحوم کے اخلاص اور سابقین اولین میں سے ہونے کے سبب آپ کو مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ممبر بنایا گیا تھا۔ اور جب تک کہ نظارتوں اور انجمن کے نظام کا الحاق نہیں ہوا تھا۔ آپ برابر ممبر رہے۔ اور انجمن کے کاموں میں دلچسپی لیتے رہے۔ ایجنڈا ہمیشہ وقت پر معہ جواب واپس کرتے۔ اور آپکے جوابات اور رائے سے مجلس کو فیصلہ کرنے میں بہت امداد ملتی۔ حسب ضرورت مجلس میں شامل ہونے کیلئے خود بھی قادیان آتے رہتے۔

جماعت احمدیہ امرتسر کے آپ امیر تھے۔ اور جماعت ہمیشہ آپ کی عزت کرتی۔ اور تمام جماعت آپکے انتظام اور دینی کوششوں سے خوش تھی۔ مجھے بالخصوص مرحوم کے ساتھ محبت واخلاص کا ایک گہرا تعلق تھا ان کے سبب سے امرتسر جانا ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا اپنے گھر میں چلے گئے۔ آپکی باتیں بہت محبت سے بھری ہوئی اور مسائل پیش آمدہ پر آپ کی رائے اور گفتگو فیصلہ کن ہوتی تھی۔

اکثر مریض آپ پر حسن ظن کے سبب آخر تک علاج کرانے کیواسطے آپ کے پاس آتے رہتے تھے۔ جن کے ساتھ آپ ہمیشہ خندہ پیشانی اور خوش خلقی سے پیش آتے تھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپکے علاج میں شفا رکھی تھی۔ جس سے لوگ بہت مطمئن رہتے اور مستفید ہوتے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل نے آپ کو بعد وفات مسیح موعودؑ کے قرب میں خاص قطعہ میں آخری آرامگاہ عطا فرمائی۔ پس آپ کی زندگی اور موت ہر دو دینی اور دنیوی حسنات کا مجموعہ ہوئیں اللہ تعالےٰ آپ کو جنت میں بہت سے بلند درجات اور مقامات مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خادم۔ محمد صادق۔ قادیان

چندہ خاص اور جماعت احمدیہ

(۱) ماسٹر حبیب الرحمٰن صاحب انگلش ماسٹر تونسہ سے لکھتے ہیں:۔

مالی کمزوری کے سبب اس دفعہ بندہ کا ارادہ ۲۵ فیصدی کے حساب سے چندہ خاص دینے کا تھا۔ لیکن زمیندار اخبار کے یہ الفاظ کہ احمدی چندہ دیتے دیتے اکتا گئے ہیں۔ پڑھکر میری غیرت نے اس بات کو گوارا نہ کیا۔ کہ اس ناکام دشمن کو ہماری کوئی بھی کمزوری دکھائی دے اس لئے میں انشاء اللہ تعالےٰ پچیس اور تیس فیصدی کے بجائے اپنا ۳۳ فیصدی کے حساب سے چندہ خاص یکمشت سیکرٹری ڈیرہ غازیخان کے ذریعہ بھیج رہا ہوں۔

جماعت احمدیہ قریباً تمام کی تمام حضرت مسیح موعودؑ کی تربیت پاک کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ایک اشارے پر اپنا سارا مال وجان دینے کے لئے طیار ہے وہ سمجھتی ہے۔ کہ اگر ہمارا مال کیا جان کا بھی ذرہ ذرہ راہ اسلام میں کام آجائے۔ تو یہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل اور احسان اور اس سے بڑھکر خوش قسمتی کیا۔ اس لئے کہ یہ وقت باربار نہیں آیا کرتے۔

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا۔
پھر خدا جانے کہ کب آئیں یہ دن اور یہ بہار

اے مکذب! کوئی اس تکذیب کی ہے انتہا،
کب تلک تو خوئے شیطاں کو کرے گا اختیار

دشمنو! ہم اس کی رہ میں مر رہے ہیں ہر گھڑی
کیا کروگے تم ہماری نیستی کا انتظار

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے میرے بدخواہ! کرنا ہوش کرکے مجھ پہ وار

(۲) بابو محمد اسماعیل صاحب سٹیشن ماسٹر کوٹ کپورا چندہ خاص ۳۳ فیصدی کی شرح سے مبلغ ماعہ نقد یکمشت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے حضور میں بھیجکر لکھتے ہیں:۔

جو کچھ ہمارے پاس ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کے سبب سے ہے۔ پس ہمیں اس مال کے اسلام کی راہ میں خرچ کرنے سے کیوں پس وپیش ہو۔ خدا نہ کرے۔ کہ ایسا کبھی ہو حضور کا فرمان عین اسلام کے مطابق اور ذریعہ رضا الٰہی ہے۔ دعا فرمائیں ہم حضورؑ کے حکم پر اپنا سب کا سب مال حضورؑ کے قدموں پر نثار کردیں دل میں خواہش تو یہی ہے۔ لیکن دعوے کرتے ہوئے دل ڈرتا ہے۔

(۳) ایبٹ آباد سے سیکرٹری مال بابو احمد اللہ خان صاحب لکھتے ہیں مندرجہ ذیل احباب کا چندہ خاص یکمشت وصول ہوگیا ہے۔

بابو عبدالغفور صاحب۔ بابو محمد شریف صاحب۔ احمد اللہ خاں

ان میں سے بابو محمد شریف صاحب نے تو ۳۳ فیصدی کے حساب سے یکمشت اپنا چندہ خاص کا وعدہ ادا کردیا ہے۔ بابو عبدالغفور صاحب نے ۳۰ فیصدی کے حساب سے یکمشت باوجود اس وقت مالی تنگی ہونے کے ادا کیا۔ ان کے پاس کوئی رقم ادا کرنے کے لئے نہ تھی۔ لیکن ان کی یہ بڑی خواہش تھی۔ کہ میں حضرت صاحب کے حکم کو ایک ہی وقت میں پورا کردوں۔ افریقہ سے اچانک ان کے بھائی کا بیمہ ان کے نام آگیا۔ جو انھوں نے قرضہ اتارنے کے لئے بھیجا تھا۔ بابو صاحب نے اس چندہ خاص کے قرض کو اتارنا مقدم سمجھا۔ اور اس میں یکمشت ادا کردیا۔

(۴) ملتان سے بابو شیر خاں صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مہر عاشق محمد و شیخ علی گوہر صاحب نے اپنا اپنا چندہ خاص بحساب ۳۰ و ۲۵ فیصدی علے الترتیب یکمشت ادا کیا ہے۔ جزاہم اللہ

(۵) جماعت ہانگ کانگ کا فارم چندہ خاص مل گیا ہے۔ جو باشرح ہے۔ اس میں خصوصیت یہ ہے۔ کہ غلام مجتبیٰ صاحب چیف وارڈر امداد بخش فیروز خاں۔ غلام احمد صاحبان اسسٹنٹ وارڈران نے اپنا اپنا چندہ خاص یکمشت خزانہ بیت المال میں ارسال فرمادیا ہے۔ جزاہم اللہ

(۶) ڈاکٹر محمد رفیع خاں صاحب وٹرنری اسسٹنٹ سرجن کانگڑہ نے اپنا چندہ خاص بشرح ۳۳ فیصدی ارسال فرمادیا ہے۔

(۷) جماعت سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کے قریباً تمام دوست تاجر پیشہ ہیں۔ اور عام طور پر وہ سال کا ایک بڑا حصہ ریاست جودھپور ملک گوجرات کے مختلف شہروں میں گذارتے ہیں۔ باوجودیکہ ملک گوجرات میں یہ دوست ایک دوسرے سے بہت فاصلہ پر رہتے ہیں۔ تاہم چندہ خاص کی تحریک کا علم جب ان کو ہوا۔ تو ملک سراج الدین صاحب سکرٹری مال نے نہ صرف فارم ہی چندہ خاص کا مختلف شہروں کے رہنے والے احمدی احباب سے پر کراکے ارسال فرمایا ہے۔ بلکہ فارم کے ساتھ رقم بھی تمام و کمال ملک گوجرات کے رہنے والے احباب سے وصول کرکے ارسال فرمائی ہے۔ چنانچہ صاحب موصوف نے ذیل کے احباب کا چندہ بھیجا ہے۔ ملک فیروز خاں صاحب ملک اللہ رکھا صاحب۔ ملک غلام نبی صاحب۔ ملک نبی بخش صاحب ملک امام الدین صاحب۔ اور باقی دوست جو اس وقت ملک گوجرات میں نہ تھے۔ اور اپنے وطن ضلع سیالکوٹ چلے گئے تھے۔ ان کی نسبت لکھا ہے کہ

حو میں ابھی پنجاب میں آرہا ہوں۔ باقی دوستوں سے بھی روپیہ وصول کرکے ارسال کردونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ان جماعتوں کو جنکے فارم چندہ خاص تا حال نہیں پہنچے۔ چاہیئے۔ کہ جبکہ دوسرے ملک میں رہنے والے دوست جو کہ مختلف